THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Monday the February 02, 2026
(358th Session)
Volume XIII, No.01
(Nos.)

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad
Volume XIII SP.XIII (01)/2026
No.01 15Contents

Contents

1. Recitation from the Holy Quran.......1
2. Panel of Presiding Officers.......2
3. Fateha.......2
4. Introduction of [The Federal Employees Benevolent Fund and Group Insurance (Amendment) Bill, 2026].......2
5. Discussion on Law and Order situation in Balochistan.......3
   - Senator Raja Nasir Abbas, Leader of the Opposition.......3
   - Senator Rana Sana Ullah Khan.......11
6. Resolution moved by Senator Azam Nazeer Tarar condemning the recent terrorist attacks in Balochistan and expressing deep condolences to the bereaved families.......16
   - Senator Anwaar Ul Haq.......18
   - Senator Jam Saifullah Khan.......22
   - Senator Manzoor Ahmed.......26
   - Senator Palwasha Mohammad Zai Khan.......30
   - Senator Jan Muhammad.......31
   - Senator Syed Ali Zafar.......33
   - Senator Kamran Murtaza.......36
   - Senator Nasir Mehmood.......41

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, the February 02, 2026

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at twenty minutes past four in the evening with Mr. Acting Chairman (Senator Syeedal Khan) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ ۗ وَإِذَآ أَرَادَ اللَّهُ بِقَوْمٍ سُوٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ﴿١١﴾ هُوَ
الَّذِىْ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّ طَمَعًا وَّ يُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ﴿١٢﴾ وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ ۚ وَيُرْسِلُ
الصَّوَاعِقَ فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ وَهُمْ يُجَادِلُوْنَ فِي اللَّهِ ۚ وَهُوَ شَدِيْدُ الْمِحَالِ ﴿١٣﴾

ترجمہ: اللہ نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی۔ نہ ہو جس کو خیال اپنی حالت کے بدلنے کا۔ اور جب اللہ پاک کسی قوم کی بربادی کا ارادہ کرتا ہے تو پھر وہ پھر نہیں سکتی۔ اور اللہ کے سوا ان کا کوئی مددگار نہیں ہوتا اور وہی تو اللہ ہے جو تم کو ڈرانے اور امید دلانے کو بجلی دکھاتا ہے اور بھاری بھاری بادل پیدا کرتا ہے۔ اور گرج اور فرشتے سب اس کے خوف سے اس کی تحمید و تسبیح کرتے رہتے ہیں اور وہی اللہ بجلیاں بھیجتا ہے۔ پھر جس پر چاہتا ہے گرا بھی دیتا ہے اور وہ لوگ تو اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں وہ تو بڑی قوت والا ہے۔ سورۃ الرعد (آیات ۱۱ تا ۱۳)

(جاری---12)

T02-02Feb2026 FAZAL/ED: Waqas 04:30 pm

Panel of Presiding Officers

جناب قائم مقام چیئرمین: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ جزاک اللہ۔ Order No. 1 (a) میں پریذائیڈنگ افسران کے panel کے نام ہیں۔

قواعد و ضوابطِ انضباطِ کار سینیٹ 2012 کے قاعدہ 14 کے ذیلی قاعدہ (1) کی پیروی میں، سینیٹ آف پاکستان کے 358 ویں اجلاس کی کارروائی کے لیے درج ذیل اراکین کو پریذائیڈنگ افسران کے طور پر نامزد کرتا ہوں:

۱۔ سینیٹر سلیم مانڈوی والا صاحب۔

۲۔ سینیٹر شاہزیب درانی صاحب۔

۳۔ سینیٹر عامر ولی الدین چشتی صاحب۔

گزشتہ روز بلوچستان میں بہت غمزدہ واقعات ہوئے ہیں۔ آج ایوان کی مشاورتی کمیٹی میں یہ فیصلہ ہوا ہے کہ حالیہ دہشت گردی کی لہر کو زیرِ بحث لانے کے لیے ایجنڈے کو defer کیا جائے اور same issue پر بحث کی جائے گی۔ لہٰذا، متفقہ بنیاد پر ایجنڈا نمبر 6 تا 17 تک مؤخر کیا جاتا ہے۔

Fateha

جناب قائم مقام چیئرمین: بلوچستان کے لیے دعا کریں۔ جی، مولانا عبدالواسع صاحب۔

(اس موقع پر ایوان میں فاتحہ پڑھی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: امین ثم امین۔ ابھی یہ چھوٹے چھوٹے motions ہیں۔ Order No. 2. سینیٹر ثمینہ ممتاز زہری صاحبہ Order No. 2 پیش کریں۔

Introduction of [The Federal Employees Benevolent Fund and Group Insurance (Amendment) Bill, 2026]

Senator Samina Mumtaz Zehri: I, Senator Samina Mumtaz Zehri, seek leave to introduce a Bill further to amend the Federal Employees Benevolent Fund and

Group Insurance Act, 1969 [The Federal Employees Benevolent Fund and Group Insurance (Amendment) Bill, 2026].

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ (وزیر برائے قانون و انصاف): جناب ایک چھوٹی سی یہ بھی بات ہوئی تھی کہ کیونکہ سانحہ بلوچستان کے حوالے سے قوم میں بڑا اضطراب پایا جاتا ہے تو Business Advisory Committee میں ہم نے طے کیا تھا کہ آج ماسوائے جو بہت urgency والے معاملے ہیں، introduction of bills ہو جائیں یا جو چار Bills نیشنل اسمبلی سے آئے ہیں وہ آج کر لیے جائیں۔ جو passage کا ایجنڈا ہے وہ اگلے Monday پر transport کر دیا جائے because members want to speak on that.

جناب قائم مقام چیئرمین: جی، یہ Advisory Committee میں مشاورت سے فیصلہ ہوا ہے۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: اس حوالے سے یہ introduction ہو جائے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: یہ ہوگیا ہے۔ یہ کمیٹی کو refer کرتے ہیں۔ .Order No. 4 سینیٹر فیصل علی صاحب! Order No. 4 پیش کریں۔ Defer کیا جاتا ہے۔

جیسا کہ آپ لوگوں کو میں نے بتایا ہے کہ Advisory Committee میں متفقہ طور پر یہ فیصلہ ہوا ہے کہ Order No. 6 سے لے کر Order No. 23 تک ساروں کو defer کیا جاتا ہے۔ جو آج main مسئلہ ہے وہ بلوچستان کے حوالے سے بات کرنی ہے۔ لیڈر آف دی اپوزیشن، علامہ ناصر صاحب۔

Discussion on Law and Order situation in Balochistan

Senator Raja Nasir Abbas, Leader of the Opposition

سینیٹر راجہ ناصر عباس: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین صاحب! شکریہ۔ میں پہلے بھی ایک دفعہ یہاں عرض کر چکا ہوں کہ strategically پاکستان کی location بہت اہم ہے۔ یہ South Asia کا وہ ملک ہے جو پانچ چھ ارب انسانوں کی connectivity کا hub ہے۔ جب بھی کسی جگہ کی location strategic ہو جائے تو وہ وہاں پر بسنے والے لوگوں کے لیے اور اس جگہ کے لیے opportunities لے کر آتا ہے، وہیں ان کے لیے threats بھی لے کر آتا ہے۔ طاقتور لوگ چاہتے ہیں کہ اس جگہ پر اپنا کنٹرول حاصل کر لیں اور پھر وہاں کے جو فائدے ہیں وہ اٹھائیں۔ یہاں تک کہ جو وہاں کے باسی لوگ ہوتے ہیں، ان بیچاروں کو وہاں سے تتر بتر کر دیا جاتا ہے۔

پاکستان جب سے وجود میں آیا ہے مختلف قسم کی مشکلات کا شکار رہا ہے اس کو داخلی اور خارجی سطح پر threats درپیش رہے ہیں۔ ہماری اپنی نالائقیوں کی وجہ سے بھی پاکستان ٹوٹ گیا، دو نیم ہو گیا اور دو لخت ہو گیا۔ اب باقی ماندہ پاکستان بھی خطرناک ترین بحرانوں کا شکار ہے۔ ہمارے وطن میں سیاسی بحران ہے، معاشی بحران ہے اور امن و امان کا بحران ہے۔ قرآن مجید میں ہے: وَہٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِیْنِ (اور قسم ہے اس امن والے شہر کی) یعنی امن اتنا اہم ہے کہ جو شہر امن والا ہے، خدا نے قرآن میں اس کی قسم کھائی ہے۔ وَہٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِیْنِ، قسم ہے اس شہر کی جو کہ امن والا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی کہ اس مکہ کو شہرِ امن بنا دے۔ خداوندِ متعال نے سورہ سبا کی اٹھارویں آیت کے اندر اپنی نعمتوں کا تذکرہ کیا ہے اور جس عظیم نعمت کا تذکرہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے لیے دن اور رات کو سفر کرنے کو پرامن بنایا۔ امن اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ اس وقت ہمارا ملک اور تقریباً ساری دنیا بدامنی کی طرف جا رہی ہے۔ جب might is right ہو جائے اور طاقت حق ہو جائے۔

(جاری ہے-----T03)

T03-02Feb2026 Rafaqat Waheed/Ed: Shakeel 4:40 pm

سینیٹر راجہ ناصر عباس: (جاری) جب might is right ہو جائے، طاقت حق ہو جائے اور لوگوں کے بنیادی انسانی حقوق پامال ہو جائیں، ناانصافیاں پیدا ہونا شروع ہو جائیں، بے امنی وجود میں آنا شروع ہو جاتی ہے۔ جب تمام کے تمام ادارے irrelevant ہو جائیں، وہ functional نہ رہیں، اپنا کام انجام نہ دے سکیں تو ultimately ایک خلا پیدا ہوتا ہے اور معاشرہ جنگل کی طرح یا ملک جنگل کی طرح ہو جاتے ہیں۔

امن کسے کہتے ہیں؟ ابھی وہاں بات ہو رہی تھی، جناب وزیر قانون صاحب تشریف فرما ہیں کہ جو فیملی کے حوالے سے ایکٹ بنا، جو گھروں کے اندر خدانخواستہ جو خواتین کے ساتھ کہتے ہیں کہ misbehave ہوتا ہے یا سختی ہوتی ہے یا مار پیٹ ہوتی ہے، اس میں لکھا تھا کہ گھورنا بھی جرم ہے۔ اپنی wife کو گھورنا بھی جرم ہے۔ کیوں؟ اس لیے کہ harass ہوتی ہے اور بے امنی feel کرتی ہے۔ ہم نے قانون بنایا کہ گھر کے اندر، دونوں مشترکہ ایوانوں میں اس کو پاس کیا گیا کہ خاتون کی طرف گھورنا جرم ہے۔ کیوں؟ اس لیے کہ وہ harass ہو کر بے امنی feel کرتی ہے اور بے امنی پھیلانا جرم ہے۔

جناب! اس ملک کے اندر جب rule of law نہیں ہوگا، لوگوں کو بلاوجہ جیلوں میں ڈالا جائے گا، ان کی بات نہیں سنی جائے گی، ان سے گفتگو نہیں ہوگی، عوام کے elected نمائندے ایوانوں تک نہیں پہنچ سکیں گے، عوام کے ساتھ رابطہ ٹوٹ جائے گا تو پھر اس صورت میں

بحران گہرے ہوتے چلے جائیں گے اور ان کا حل کرنا مشکل ہو جائے گا۔ میرا ایک سوال ہے آپ کے توسط سے، میں نے خود اس کی footages دیکھی ہیں جو کوئٹہ میں ہوا ہے، میری دعا ہے جو بے گناہ لوگ مارے گئے ہیں، ہمارے جوان اور ہمارے بچے جو امن کے لیے شہید ہوئے ہیں، خالق کائنات انہیں جنت میں جگہ دے۔ ان کے پسماندگان کو صبر دے اور زخمیوں کو شفاء کاملہ و عاجلہ دے۔ سوال میرا یہ ہے کہ وہ ریڈ زون تک آئے۔ آپ نے بھی کوئٹہ دیکھا ہے، آپ کوئٹہ کے رہنے والے ہیں، میں بھی وہاں پر تقریباً early 80s سے لے کر جاتا رہا ہوں، وہاں رہتا بھی رہا ہوں مہینہ مہینہ، بیس بیس دن۔ کوئٹہ شہر کو پرانا جانتا ہوں۔ وہاں سے واقف ہوں۔ شہر تک وہ لوگ آ گئے، تین چار گھنٹے تک دندناتے پھرتے رہے، مختلف اضلاع کے اندر آئے۔ یہ جو security breach ہوئی ہے، کسی کا قصور ہے اس کے اندر؟ کوئی جواب دہ ہے اس کے اندر؟ میں نے وہاں کی فوٹیجز دیکھی ہیں، بینک کو اڑا رہے ہیں اور لوگ وہاں خوش ہو رہے ہیں، کوئی روک نہیں رہا ہے ان کو۔ کیوں ایسے ہو گیا ہے؟ ہم یہاں کیوں پہنچے ہیں؟

ایک ٹرین کا accident ہو جائے تو مہذب ممالک کے اندر وزیر ریلوے استعفیٰ دے دیتا ہے۔ مثال کے طور پر حوادث اگر خدانخواستہ کسی نااہلی، نالائقی یا incompetence کی وجہ سے ہو جائیں، جو نہیں ہونے چاہییں تو ذمہ دار کم از کم اپنے تئیں کہتا ہے کہ میں مستعفی ہوتا ہوں۔ اتنے بڑے حادثات ہوئے بلوچستان کے اندر، کبھی کسی نے استعفیٰ دیا ہے؟ کبھی کسی کی accountability ہوئی ہے؟ کسی سے پوچھا گیا کہ یہ کیوں ہوا ہے؟ بتلایا گیا ہے، اب مجھے نہیں پتا، آپ بہتر جانتے ہیں کہ بلوچستان میں سیکیورٹی کے اوپر سالانہ 80 ارب روپیہ خرچ ہوتا ہے۔ یہ کیوں ایسے ہو رہا ہے؟ کہا جاتا ہے شام کے بعد، رات کو شہروں کے اندر حکومت کی رٹ نہیں ہوتی۔ وہاں پر رٹ نہیں ہوتی، رات کو کوئی سفر نہیں کر سکتا۔ اس وجہ سے وہاں مشکلات کھڑی ہیں۔ یہ کیوں ہیں؟

پھر جب اتنا بڑا حادثہ ہوا، آپ کو یاد ہوگا، ابھی ہم بیٹھے ہوئے تھے تو ہمارے ایک بزرگ بات کر رہے تھے twin towers پر attack ہوا تو تھوڑی دیر کے بعد پورے امریکہ میں یہی خبر جاری تھی کہ امریکہ under attack ہے۔ جب تین چار گھنٹے بلوچستان میں حملہ تھا، ہمارے عوام کو ٹی۔وی چینلز پر کیوں نہیں اس طرح سے دکھایا گیا؟ ہم کرکٹ کے پیچھے لگے ہوئے ہیں، اور چیزیں ہیں، ہماری priorities کدھر ہیں؟ عوام کو اگر ہم باخبر نہیں رکھیں گے، اپنے ساتھ نہیں رکھیں گے تو کیسے ان بحرانوں کا مقابلہ کریں گے؟ ہماری ترجیحات کہاں پر ہیں؟

ہم سمجھتے ہیں کہ ایک بے گناہ آدمی کا قتل تمام انسانوں کا قتل ہے۔ قرآن کہتا ہے لیکن ہمارے لئے انسانی جانیں کیوں اتنی غیر اہم ہو جاتی ہیں۔ ڈیڑھ سو انسان مارے گئے ہیں، یہی کہا جا رہا ہے۔ اتنا بڑا المیہ ہوا ہے، کہیں سوگ نظر آتا ہے؟ کہیں وطن کے اندر افسوس نظر آتا ہے کہ ہم ملکی سطح کے اوپر سوگ کا اعلان کر دیں؟ دو دن، تین دن، ایک دن ہمارا پرچم سر نگوں رہے گا۔ ہم غم میں ہیں، ہم عذاب میں ہیں، کیوں اس طرح سے بے توجہی ہے؟ میرے خیال میں جن لوگوں کی وجہ سے بھی تھا، کیا یہ by design تھا یا incompetence تھی؟ دونوں صورتوں میں جرم ہے اور لوگوں کو ان سے اس کا حساب لینا چاہیے۔ ان سے پوچھنا چاہیے، سزا دینی چاہیے، کیوں ایسے ہوا ہے؟ ایک جگہ نہیں، دو جگہ نہیں، کسی مخفی علاقے میں نہیں، کسی پہاڑ میں نہیں، شہروں کے اندر ہوا ہے۔ کئی شہروں کے اندر، میں نے سنا ہے کہ تقریباً 45 points پر attack ہوا ہے۔

وہ آئے ہیں، مارے گئے۔ وہ مرنے آئے تھے، دنیا کو انہوں نے اپنا پیغام پہنچا دیا ہے کہ ہم یہاں مطمئن نہیں ہیں۔ اس سے پہلے کہ یہ کارروائی ہوتی، روکا جاتا۔ یہ ہماری negligence بھی ہے، ہماری کوتاہیاں بھی ہیں، ہماری نالائقیاں بھی ہیں۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ چیف منسٹر استعفیٰ دیتے، وزیر داخلہ استعفیٰ دیتا اور لوگ بھی جو ذمہ دار ہیں، استعفیٰ دیتے کہ ہم نہیں چلا سکے۔ خالی رونا کافی نہیں ہے۔ آپ کی ڈیوٹی رونا نہیں ہے۔ آپ کی ڈیوٹی حکومت کی رٹ کو بحال کرنا ہے۔ اسی لیے امن بہت اہم ہے۔ امن کے بغیر نہ معاشی ترقی ہو سکتی ہے، امن کے بغیر نہ ہم ایک اچھا معاشرہ بن سکتے ہیں، سوسائٹی بن سکتے ہیں، امن کے بغیر ہم رُشد نہیں کر سکتے، ہم دن بہ دن نیچے چلے جائیں گے۔ بے امنی کی بنیادی وجہ ناانصافی ہے۔ اگر ناانصافی ہو تو گھروں میں لڑائیاں ہوتی ہیں۔ بھائی بھائی سے لڑ جاتا ہے۔ باپ بیٹے سے اور بیٹا باپ سے لڑ جاتا ہے۔ شوہر بیوی سے اور بیوی شوہر سے لڑتی ہے۔ محلے والے آپس میں لڑتے ہیں۔ شہروں والے آپس میں لڑتے ہیں جہاں ناانصافی اور بے عدلی ہو۔ ہمیں rule of law کی طرف جانا پڑے گا۔ بغیر rule of law کے عدل انصاف نہیں آ سکتا۔ ہمیں ادھر جانا پڑے گا۔

ابھی دیکھیں، اگر ہمارے ایسے نمائندے جن کو عوام نے elect ہی نہیں کیا اور وہ پارلیمنٹ میں پہنچا دیے جائیں، ان کا تو عوام سے رابطہ ہی نہیں ہے، عوام میں وہ جا ہی نہیں سکتے، interact ہی نہیں کر سکتے، پوچھ ہی نہیں سکتے، سمجھا ہی نہیں سکتے۔ جب ہمارے elected نمائندے، بظاہر جو آپ نے کہا ہے elect ہو گئے ہیں، یہاں پر لے آئے ہیں، وہ عوام میں نہ جا سکیں اور ان میں بیٹھ نہ سکیں، خدانخواستہ پاکستان سے باہر چلے جائیں تو اس طرح سے تو پھر چیزیں ٹھیک نہیں ہوں گی۔ ہم گولی سے نہیں ٹھیک کر سکتے۔ ساتھ ساتھ بات چیت کرنی پڑے گی، ساتھ ساتھ گفتگو کرنی پڑے گی، ان کو on board لینا پڑے گا، بااثر لوگوں کو لے جانا پڑے گا۔ ہمیں بات کرنی چاہیے۔

جناب چیئرمین! اس وقت ہمارے سامنے دنیا کے جو حالات ہیں، آپ یقین کر لیں اسرائیل ہمارا دوست نہیں ہے، ڈونلڈ ٹرمپ ہمارا دوست نہیں ہے، نیتن یاہو ہمارا دوست نہیں ہے۔ ابھی بعض افواہیں چل رہی ہیں کہ فلاں ملک کی وجہ سے ہوا ہے، فلاں کی وجہ سے ہوا ہے، ہمیں ہوش کے ناخن لینے چاہییں۔ وہ کسی کے دوست نہیں ہیں۔ West نے امریکہ کی کتنی نوکری کی ہے، آج ان کے اوپر چڑھ دوڑا ہے۔ کہتا ہے کہ گرین لینڈ میں نے لینا ہے۔ ٹیرف لگاتا ہے، اپنی مرضی ان پر ٹھونستا ہے، جو معاہدے کیے ہیں، انہیں پاؤں کی ٹھوکر پر رکھتا ہے۔ دنیا بدل رہی ہے۔ آپ کے ہمسایہ ملک پر جنگ کے سائے منڈلا رہے ہیں جبکہ بلوچستان میں یہ ہو رہا ہے۔ یہ بہت خطرناک ہے۔ دشمن آیا ہوا ہے، خطے کا دشمن آیا ہوا ہے اس region میں۔ ہمارا ہمسایہ ملک ایران خالی اس کے نشانے پر نہیں ہے، انہوں نے گریٹر اسرائیل بنانا ہے۔ اس کی سرحدیں کہاں سے کہاں تک جائیں گی، ہم کہاں ہوں گے؟ ان حالات میں ہونا یہ چاہیے تھا کہ ہم اپنا house in order کرتے، بات کرتے، ناراض لوگوں سے بات کرتے، اپنی اولاد کی طرح، بیٹھتے اور بات کرتے۔ آخرکار بات کرتے کرتے ہم ایک جگہ تک پہنچ سکتے تھے۔ جو خالی دہشتگرد ہیں، وہ الگ ہو جاتے۔

جناب چیئرمین! جو لوگ آئین کو مانتے ہیں، پاکستان کی بات کرتے ہیں، ہم ان کے ساتھ منفی رویے اپنائیں۔ ان کی خواتین اسلام آباد آئیں، ہم mishandle کریں۔ جو آئین کی بات کرتا ہے، بیس پچیس دن دھرنا دیتا ہے، اس کی بات نہیں سنی جاتی۔ لوگ کیا سمجھتے ہیں۔ نہ ہم الیکشن کے ذریعے، نہ پارلیمنٹ کے ذریعے، نہ عدلیہ کے ذریعے، نہ احتجاج کے ذریعے، کسی بھی پرامن طریقے سے ہم اپنے مسائل حل نہیں کر سکتے تو پھر کیا راستہ اپنائیں گے؟ کیا راستہ اپنائیں گے؟ (جاری-----T04)

T04-2Feb2026 Abdul Razique/Ed: Irum Shafique 04:50 p.m.

سینیٹر راجا ناصر عباس: (----جاری) کسی بھی پرامن طریقے سے ہم اپنے مسائل حل نہیں کر سکتے تو پھر کیا راستہ اپنائیں گے؟ آپ کا اپنا بیٹا بھی ہو۔ اگر آپ اس کی بات نہ سنیں، کسی کی نہ سنیں تو وہ کیا کرے گا۔ وہ آپ سے لڑے گا اور گھر چھوڑ کر نکل جائے گا۔ وہ گھر چھوڑ کر چلا جائے گا۔ ہمیں ہمدردی کے ساتھ چیزوں کو دیکھنا چاہیے۔ آپ بدامنی دیکھیں۔ ہمارے وطن میں ہر جگہ بدامنی ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: علامہ صاحب، میں معذرت چاہتا ہوں کہ آپ کو interrupt کر رہا ہوں۔ اگر آپ اپنے موضوع تک رہے اور دائیں بائیں چیزیں discuss نہ کریں کیونکہ آج ہم نے بلوچستان کی حوالے سے بات کرنی ہے۔ باقی issues پر Prime Minister of Pakistan نے آپ لوگوں کو بات کرنے کی دعوت دی ہے۔

سینیٹر راجا ناصر عباس: آپ میری بات سنیں۔ میں اپنے ملک اور بلوچستان کی بات کر رہا ہوں۔ وہ ایک حساس جگہ پر واقعہ ہے۔ وہ بلوچستان کو توڑنا چاہتے ہیں اور ہمارے ملک سے جدا کرنا چاہتے ہیں۔ بدامنی کیوں پیدا ہوتی ہے، اس کی roots پر جانا چاہیے جس وجہ سے وہ پیدا ہوتی ہے۔ ابھی آپ دیکھیں۔ 8 فروری آنے والا ہے۔ ہم نے پاکستان میں احتجاج کرنا announce کیا ہوا ہے۔ اگر یہ پر امن طریقے سے احتجاج ہونے دیں تو لوگوں کا غصہ قانونی طریقے سے ختم ہو جائے گا اور کم ہو جائے گا۔ اگر آپ انہیں ڈنڈے ماریں گے تو بدامنی پھیلائیں گے۔ انہیں harass کریں گے تو بدامنی پھیلائیں گے اور خوفزدہ بھی کریں گے تو بدامنی پھیلائیں گے۔ جناب وزیر قانون اور رانا ثناء اللہ صاحب یہاں موجود ہیں۔ حکومت کے دیگر لوگ بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ آئیں ملک کو ایک جمہوری ملک بنانے کی طرف لے کر جائیں۔ آئیں لوگوں کو اپنا حق practise کرنے دیں۔ خدا گواہ ہے کہ کوئی نہیں لڑے گا، کوئی گولی نہیں مارے گا اور کوئی جلاؤ گھیراؤ نہیں کرے گا۔ بدامنی اسی وجہ سے پیدا ہوتی ہے کہ جب لوگ ہماری بات نہیں سنیں گے۔ ہم کہتے ہیں کہ آئین۔ لوگ کہتے ہیں کہ تم آئین کی بات کرتے ہو اور تمہیں آگے سے لتر پڑتے ہیں۔ تمہاری بات کوئی نہیں سنتا اور تم ہوتے کون ہو آئین کی بات کرنے والے۔ جناب، اس لیے ضروری ہے کہ ملک میں امن لائیں۔ آج بلوچستان میں بدامنی کیوں پیدا ہوئی ہے؟ ہمارا علاقہ گجر خان میں ہے۔ وہاں آج سے کئی سال پہلے گیس نکلی تو سب سے پہلے علاقے کے لوگوں کو ملی۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ کوئی تجاویز بھی تو دیں۔

سینیٹر راجا ناصر عباس: جی میں تجاویز دینے لگا ہوں۔ گجر خان میں سب سے پہلے علاقے کے لوگوں کو گیس ملی۔ سوئی میں لوگوں کو کب گیس ملی تھی؟ یہ نا انصافیاں ہیں یا نہیں ہیں۔ اللہ نے وہاں سے جو ثروت اور سرمایہ رکھا ہے، وہاں کے لوگ اس سے محروم رہیں اور پورا پاکستان استفادہ کرے۔ اس سے غصہ پیدا ہوتا ہے۔ ناانصافی پیدا ہوتی ہے اور لوگ ناراض ہوتے ہیں پھر آہستہ آہستہ بات ملک توڑنے تک پہنچتی ہے۔ ہمارا دشمن بھی ہمارے چاروں طرف بیٹھا ہوا ہے اور وہ بھی ہماری گھر کی لڑائی سے استفادہ حاصل کرتے ہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ عمران خان صاحب کے ساتھ ایسا behave نہ کریں۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ ملک کے اندر لوگوں کو heal کریں، لوگ ان بحرانوں اور بدامنی کے مقابلے میں اکٹھے ہوں تو خدا کے لیے وہ پاکستان کا لیڈر ہے، وہ ایک سیاستدان ہے۔ یہ سیاست دان بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ سیاست دان ایک دوسرے کو تباہ نہ کریں اور ایک دوسرے کی زندگی کے ساتھ نہ کھیلیں۔ دیکھیں وہ بیمار ہوئے ہیں۔ میرا ایمان ہے، مجھے باور ہے اور میرا یقین ہے کہ 90 فیصد عوام ان کے ساتھ ہیں۔ وہ اب بیمار ہوا ہے۔ ہونا یہ چاہیے تھا کہ ان کے گھر والوں کو

اوران کےdoctors کوان سے رابطہ کرنے دیا ہوتااوراس کا علاج کرانا چاہیے تھا۔آپ نے کیا کیا؟ چار پانچ دن پہلے تو کہتے تھے کہ کچھ نہیں ہے اور پھر پانچویں دن بعد وزیر اطلاعات صاحب کہتے ہیں کہ جی ہاں وہ بیمار ہوئے ہیں۔ عاصم یوسف صاحب ان کے personal doctor ہیں۔14 یا16 مہینے ہونے والے ہیں، ان کے personal doctor سے ان کا check-up نہیں کیا۔ Courts and High Courts نے orders جاری کیے ہوئے ہیں کہ ان کے اپنےpersonal doctor سے ان کا check-up کروائیں۔ یہ کیوں ایسے ہو رہا ہے؟کیا ہم بے بس ہیں؟ کیا ہم paralyzed ہیں؟ میری حکومت کے بزرگوں سے گزارش ہے کہ ان مسائل کے حل کے لیےآگے بڑھیں۔ ہم نے چیزوں کو ٹھیک کرنا ہے تاکہ لوگ heal ہوں اور لا تعلق نہ ہو جائیں۔ یہ بدامنی وہاں سے لے کر پنجاب اور پنجاب سے پھر آگے نہ پھیل جائے۔

Mr. Acting Chairman: Order in the House, please.

سینیٹر راجا ناصر عباس: دیکھیں، سندھ کے اندر لوگوں کو اٹھایا جا رہا ہے۔ پنجاب میں لوگوں کو harass کیا جا رہا ہے۔آپ مہربانی کریں،انہیں کہیں اور میں بھی ان سے عرض کرتا ہوں کہ پاکستان میں8فروری کو پرامن احتجاج ہونے دیں۔ اس سے آپ کی soft power بڑھے گی۔ دنیا میں آپ کا اور پاکستان کا image بہتر ہوگا اور ہم بہتری کی طرف جائیں گے۔ اگر آپ ماریں گے، بدامنی پیدا ہوگی۔ Harass کریں گے، بدامنی پیدا ہوگی۔ جعلی ایف آئی آر کاٹیں گے، بدامنی پیدا ہوگی اور غصہ پیدا ہوگا۔ یہ خلاف قانون، خلاف آئین اور قرآن و سنت کے بھی خلاف ہے۔ آپ جس کرسی پر بیٹھے ہوئے ہیں، آپ اس کے مالک نہیں ہیں۔ حاکمیت اور اقتدار اعلی اللہ کا ہے۔ یہ ہمارے پاس ان کی امانت ہے۔ اگر جیسے اللہ چاہتا ہے اوراس حاکمیت کو اس طرح سے نہیں چلایا جائے، اداروں کو، اختیارات کو اور وزارتوں کو اس طرح سے نہ چلایا جائے تو ہم امانت کے اہل نہیں ہیں۔ یہ ہمارے ہاں سے چلی جانی چاہیے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ سب سے پہلے عدل قائم کرنا ہے۔آپ کے سر کے اوپر اللہ کے نام لکھے ہوئے ہیں۔ آپ ان کے ساتھ عدل کریں۔ عدل کیسے قائم ہوگا؟ یہ rule of law اور قوانین پر عمل کرنے کے ذریعے ہوگا۔ بہرحال ضروری ہے کہ ہم rule of law کی طرف جائیں۔ میں آپ کے توسط سے یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ پھر اسی طرح سے خیبر اور اورکزئی میں آپریشن کر رہے ہیں۔ میں اس اجلاس میں موجود تھا۔۔۔

جناب قائم مقام چیئرمین: علامہ صاحب، دیگر معزز ممبران نے بھی بات کرنی ہے۔اگر آج آپ نے سارے مسئلے۔۔۔

سینیٹر راجا ناصر عباس: میں امن کی بات کر رہا ہوں۔ میں اس وجہ سے بات کر رہا ہوں کہ یہ وبا اور یہ آگ اور نہ پھیلے۔

جناب قائم مقام چیئر مین: آپ کسی کو جواب تو دینے دیں۔

سینیٹر راجا ناصر عباس: خدا جانتا ہے کہ میں کسی کی اہانت کرنا، توہین کرنا جرم سمجھتا ہوں اور میں نہیں کرتا۔ وہاں کی ساری پارٹیوں نے کہا کہ ایسے operations نہیں ہونے چاہیے۔ ٹھیک ہے اگر آپ انہیں on board لیں اور ان سے بات کریں۔ جب تک عوام ساتھ نہیں دے گی، کوئی بھی مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ آپ کے ہر فیصلے کا جو بوجھ ہے، وہ عوام اٹھاتے ہیں۔ غربت کا بوجھ، بدامنی کا بوجھ، بحران کا بوجھ اور جو کچھ ہے، ان سب کا بوجھ غریب عوام اٹھاتی ہے اور اکثریت اٹھاتی ہے لہٰذا عوام کو heal کرنے اور ریلیف دینے کی ضرورت ہے۔ کوئٹہ میں جو مسئلہ ہے، اس سے عوام irrelevant اور الگ نہ ہوں۔ آپ بھی خود کو اس کا accountable سمجھیں اور اقدامات کریں۔ جنہوں نے نالائقی کی ہے، ان کو باقاعدہ اس کی سزا دیں۔ آپ کی اجازت سے بس مجھے ایک آخری بات کرنی ہے کیونکہ یہ بھی ایک اہم مسئلہ ہے اور یہ غزہ کا مسئلہ ہے۔ ڈونلڈ ٹرمپ والی کشتی پر بیٹھ کر غزہ جانا جس کی driving seat پر خود ڈونلڈ ٹرمپ اور دوسری سیٹ پر نیتن یاہو ہو، آپ یقین کریں یہ تباہی و بربادی کا راستہ ہے۔ پاکستان کے عوام میں سخت بے چینی ہے کیونکہ یہ جو خبریں آ رہی ہیں اور اللہ کرے جھوٹ ہو کہ ہماری آرمی بھی وہاں جا رہی ہے۔ آپ وہاں نہ جائیں۔ کل غزہ میں انہوں نے 36 فلسطینی مارے ہیں۔ اسرائیل انہیں مار رہا ہے اور اسے کوئی نہیں روک رہا ہے۔ اسی ڈونلڈ ٹرمپ اور اس کی حکومت نے کتنی دفعہ وہاں پر جنگ بندی کو veto کیا۔ اسی لیے ضروری ہے کہ ہم غزہ نہ جائیں۔ پاکستان کے اندر باقاعدہ ایک امن کانفرنس ہونی چاہیے جس میں پاکستان کے چاروں صوبوں کے لوگوں کو بلانا چاہیے اور انہیں بٹھانا چاہیے۔ سب stakeholders کو بٹھا کر مشترکہ طور پر in camera brief کرنا چاہیے۔ Parties leadership کو بلائیں اور ملک کو بحران سے نکالنے کے لیے سب بیٹھیں اور اس کے مطابق فیصلے کریں۔ انہیں in camera briefing دیں۔ پارلیمنٹ کو طاقت کا سرچشمہ بنائیں اور پارلیمنٹ میں چیزیں لے کر آئیں۔ آپ غزہ میں فوج لے جانے والی بات پارلیمنٹ میں نہیں لے کر آئے تو اس سے مسائل پیدا ہوں گے۔ اس کا کون ذمہ دار ہوگا؟ وہی ذمہ دار ہیں جو اسے وہاں لے کر جا رہے ہیں اور وہ ہی تباہی کے ذمہ دار ہوں گے۔ کل لوگ ان سے پوچھیں گے اور ان کے گریبان میں ہاتھ ڈالیں گے۔ پارلیمنٹ کو bypass نہ کیا جائے۔

جناب! یہاں ہمارے حکمران بیٹھے ہیں۔ Treasury benches پر دوست بیٹھے ہوئے ہیں۔ میری ان سے گزارش ہے کہ موجودہ بدامنی کے حوالے سے پورے ملک کی سطح پر پارلیمنٹ کا اجلاس بلائیں، سب stakeholders کو بلائیں تاکہ مشترکہ طور پر

پاکستان کو بحرانوں سے نکالنے کے لیےplanning کریں اور ہم آگے بڑھیں۔ یہی واحد راستہ ہے۔ اکیلے حکومت یہ کام نہیں کر سکتی۔ بلوچستان اور دوسرے صوبوں کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ حکومت اکیلے معاشی مسائل اور سیاسی مسائل حل نہیں کر سکتی۔ ہمیں fair Elections کی طرف، rule of lawکی طرف، پارلیمنٹ کو طاقت کا سرچشمہ بنا کر آئین کیsupremacy کی طرف واپس آنا پڑے گا۔ ہم پاکستان کے عوام کے ناز اٹھائیں۔ وہ ہمارے لاڈلے بچوں کی طرح ہوں۔ ہم انہیں کوئی مصائب اور تکلیف نہ پہنچائیں۔ جب ہمارے بچوں کے پاؤں میں کانٹا چبے تو ہم تڑپ اٹھتے ہیں۔ ایسے ہی ہم اپنے عوام کے لیے اور ان غریبوں کے لیے تڑپیں۔ اللہ بھی ہماری مدد کرے گا، ان کی دعائیں بھی ملیں گی اور پاکستان آگے بڑھے گا، شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ حکومت سے کون جواب دے گا؟ جی سینیٹر رانا ثناء اللہ صاحب۔

Senator Rana Sana Ullah Khan

سینیٹر رانا ثناء اللہ خان: شکریہ، جناب چیئرمین! جو مجرمانہ activities ہیں، وہ ایک گروہ یا چند گروہ مل کر کسی بھی جگہ پر کر سکتے ہیں۔ جو محفوظ ترین علاقے ہیں، وہاں پر بھی بعض اوقات ایسا ہو جاتا ہے کہ دو، چار یا دس لوگوں کا ایک گروہ مسلح ہو کر کسی جگہ، کسی گھر، کسی سڑک یا ہائی وے پر گاڑیوں کو لوٹ لیا یا لوگوں کو وہاں پر یرغمال بنا لیا اور یہ act ہر جگہ ہو سکتا ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ بلوچستان میں وہ لوگ جو اس قسم کی مجرمانہactivities میں ملوث ہیں، جن کو اگر موقع ملتا ہے تو وہ سڑک پر آکر۔۔۔

(جاریT05۔۔۔۔۔)

T05-02Feb2026 Babar/Ed:Waqas 5:00PM

سینیٹر رانا ثناء للہ خان: (جاری۔۔۔) وہ لوگ جو اس قسم کی مجرمانہ **activities** میں ملوث ہیں، جن کو اگر موقع ملتا ہے تو وہ سڑک پہ آکےbuses کو روک کے سواریوں کو اتارکے، وہاں پر شناختی کارڈ چیک کرکے، اور ایک صوبے کے یا دوسرے صوبوں کے لوگوں کو، ان کی فیملیز کے سامنے، ان کے بچوں اور عورتوں کے سامنے، ان کو شہید کرتے ہیں۔ان کو گولیوں سے چھلنی کرتے ہیں، اور اس کے بعد وہ پھر دوبارہ اپنی کمین گاہوں پر جا کر چھپ جاتے ہیں۔اسی طرح سے جعفر ایکسپریس کو روکتے ہیں، اور وہاں پر لوگوں کو یرغمال بناکے، معافی مانگتے اور زندگی کی بھیک مانگتے، لوگوں کو اس طرح سے گولیوں سے چھلنی کرتے ہیں کہ کوئی بھی سفاک اور ظالم آدمی ایسا نہیں کر سکتا۔ یہ کہنا کیجیے کہ یہ لوگ ناراض لوگ ہیں، تو یہ کس بات کی ناراضگی ہے؟ یہ وہ ناراضگی ہے کہ آپ آکے بے گناہ لوگوں کو شہید کریں، اور بے گناہ لوگوں کے اوپر ظلم کریں۔ جن لوگوں

کی یہ بات کرتے ہیں، کیا جعفر ایکسپریس میں ان دہشت گردوں نے، جنہوں نے یہ ظلم کیا، جنہوں نے بے گناہ لوگوں کو قتل کیا، جب ان دہشت گردوں **کی** dead bodies کوئٹہ hospital میں لائی گئیں، تو کنہوں نے جا کر ان dead bodies کو اپنے قبضے میں لیا تھا؟ کیا مقصد تھا اس چیز کا؟ اور پھر بعد میں کہتے ہیں کہ جی ہم حقوق کی بات کر رہے ہیں۔ کون سے حقوق کی بات کر رہے ہیں؟ ان حقوق کی definition کیا ہے؟ محترم راجہ صاحب، Leader Of The Opposition، نے کہا کہ جی وہاں پہ جو لوگ مارے گئے ہیں وہ کیوں مارے گئے ہیں؟ اور وہ کس لیے مارے گئے ہیں؟ معاملہ یہ ہے کہ انہوں نے یہ اس لیے کیا ہے کہ وہ **آپریشن سندور 2** کے کارندے ہیں۔ وہ دشمن ملک کے آلہ کار ہیں، اور وہ **آپریشن سندور**، جس میں معرکہ حق میں ان کو بری طرح ہزیمت اٹھانا پڑی، اس کا بدلہ لینا چاہتے ہیں۔ پاکستان کی مسلح افواج نے نہ صرف اپنی حکمت بلکہ اپنی طاقت کا مظاہرہ کیا، اور پوری قوم کو اس قابل کیا کہ پوری قوم اپنی مسلح افواج اور اپنی مسلح افواج کی قیادت پر فخر کر سکے۔ اس شکست کا بدلہ لینے کے لیے، اب وہ بارڈرز پر تو کچھ نہیں کر سکتے، لیکن **آپریشن سندور** کو ان بھکے ہوئے اور گمراہ لوگوں کے ذریعے سے آگے چلا رہے ہیں۔ ان کی کوئی ناراضگی نہیں ہے۔ یہ پاکستان دشمن ہیں۔ یہ دشمن ملک کی ایما پر پاکستان کو، نعوذ باللہ، نقصان پہنچانا چاہتے ہیں، توڑنا چاہتے ہیں۔ ان کے ساتھ کسی قسم کی گفتگو کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ان کا کوئی ایجنڈا ہو، کوئی مطالبہ ہو؟ کیا ان کا مطالبہ، جیسا کہ Leader Of The Opposition نے فرمایا، fair election ہے؟ تو کیا ان کا مطالبہ ہے fair election کا؟ کیا وہ اس سسٹم پر یقین رکھتے ہیں؟ کیا وہ کبھی اس کا حصہ بنے ہیں؟ اور کیا وہ وہی لوگ نہیں ہیں جو مزدوروں کے گھروں پر آ کر، تیس مزدوروں کو باہر نکال کر، شناختی کارڈ چیک کر کے، ان کو گولیوں سے چھلنی کرتے ہیں؟ جن لوگوں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ ناراض ہیں، وہ پوری دنیا میں social media پر ریاست، اداروں اور ملک کے خلاف ہرزہ سرائی کرتے ہیں۔ کیا کبھی آج تک انہوں نے ان بے گناہ شہداء کے حق میں ایک tweet بھی کیا؟ کبھی ان کے مطلق بھی انہوں نے کوئی بات کی ہے؟ یہ دہشت گرد دشمن ملک ہندوستان کی ایما پر، مودی کے **آپریشن سندور 2** پر عمل درآمد کے لیے، پاکستان کو نقصان پہنچانے کے لیے یہ مجرمانہ کارروائیاں کر رہے ہیں۔ اور جس انجام سے ان کو دو چار کیا ہوا ہے۔ ان کی تعداد تقریباً 177 ہے۔ راجہ صاحب نے فرمایا کہ ڈیڑھ سو سے زیادہ ہیں، یہ 177 ہیں۔ شہداء کی تعداد 17 ہے۔ 17 Law enforcing agencies کے لوگ ہیں، 10 پولیس سے، 6 FC سے، اور ایک لیوی سے۔ اور 33 civilians ہیں جن کو گھروں میں گھس کر شہید کیا گیا۔ یہ سب کچھ media پر چلتا رہا۔ وہ خاتون کا بیان بار بار دکھایا گیا، جس میں اس نے قرآن کے واسطے دیے کہ ہم مسلمان ہیں، ہم بے گناہ ہیں، بے قصور ہیں، ہمیں نہ مارا جائے۔ یہ 33 لوگوں کو اس طرح شہید کیا گیا۔ یہ لوگ صرف state کی رٹ کو challenge کرنے نکلے ہیں۔ ان کا کوئی ایجنڈا

نہیں نا کوئی مقصد ہے۔ انہوں نے آ کر پولیس پر حملہ کیا اور civilians کو یرغمال بنایا اور اس طرح ان لوگوں کو شہید کیا گیا۔ کوئٹہ red zone میں داخل ہونے کی کوشش کی گئی، جسے ناکام بنایا گیا۔ Law enforcing agencies اور افواج پاکستان کے کنٹرول کی وجہ سے یہ کہیں بھی نہ ٹھہر سکے، نہ مقابلہ کر سکے۔ اور پھر واپس اپنی کمین گاہوں کی طرف گئے ہیں فورسز نے ان کا پیچھا کیا جس میں 177 ہلاک ہوئے، جہنم واصل ہوئے۔ کچھ arrest بھی ہوئے۔ ان سے investigation ہو گی، اور اس کے نتیجے میں further معاملات کو آگے بڑھایا جائے گا۔ معاملہ یہ ہے کہ دہشت گردی کے معاملے میں معمولی سا بھی ابہام معاون ثابت ہوتا ہے۔ یہ experience ہم پہلے بھی کر چکے ہیں۔ جب دہشت گردوں کے خلاف، ریاست کے resolve اور کارروائی میں ابہام پیدا کیا جاتا ہے، جب یہ زیر زبر پیدا کرتے ہیں کہ جی کوئی اچھا ہے کوئی برا ہے، جس طرح کہا گیا وہ ناراض ہیں، کس بات کی ناراضگی ہے؟ وہ جن لوگوں کو بسوں سے اتار کر شناختی کارڈ چیک کر کے گولی مارتے ہیں ان سے ناراض ہیں وہ؟ یہ ان 33 لوگوں سے ناراض تھے جن کو گھروں میں داخل ہو کر شہید کیا گیا۔ اور کس بات کی ناراضگی ہے ان کو؟ تو معاملہ یہ ہے کہ یہ جو ابہام پیدا کیا جاتا ہے اس کو مختلف طرح سے explain کرنے کی کوشش کی جاتی ہے تو اس سے دہشت گردوں کو تقویت ملتی ہے۔ اور اس سے پہلے بھی ایسا ہی تھا کہ جب APS کا واقعہ ہوا، تو اس وقت کی حکومت اور وزیراعظم میاں نواز شریف نے تمام جماعتوں کو اکٹھا کیا، حتیٰ کہ ان لوگوں کو بھی، جو ایک دن پہلے وزیراعظم ہاؤس کے باہر کھڑے ہو کر یہ تقریریں فرما رہے تھے کہ ہم وزیراعظم کو گریبان سے پکڑ کر گھسیٹ کر باہر نکالیں گے۔

(جاری۔۔۔T/6)

T06-02FEB2026 Taj/Ed. Shakeel 05:10 p.m.

سینیٹر رانا ثناء اللہ خان (جاری۔۔۔) یہ تقریریں فرما رہے تھے کہ ہم وزیراعظم کو گریبان سے پکڑ کر، گھسیٹ کر باہر نکالیں گے۔ ان کو بھی قومی یکجہتی اور پاکستان کی خاطر فون کر کر بتایا اور اے پی ایس کے واقعے کے بعد جب قوم یکسو ہوئی تو اس کے بعد پھر آپ نے دیکھا کہ جب ضرب عضب اور دہشت گردوں کے خلاف جو actions ہوئے، دہشت گردی ایک مرتبہ بالکل zero پر، خاتمے پر آ گئی۔ اس کے بعد پھر جب لوگوں کو دوبارہ سے واپس آنے کی اجازت دی گئی اور وہ واپس آ کر پھر دوبارہ یہاں پر یہ سلسلہ شروع ہوا۔

اس وقت بھی ضرورت اس بات کی ہے کہ کسی اگر مگر اور کسی زیر زبر کے بغیر دہشت گردوں کو دہشت گرد کہا جائے۔ مجرموں کو مجرم کہا جائے۔ بلوچستان میں کوئی ناراض نہیں ہے۔ کوئی حقوق کا معاملہ نہیں ہے۔ یہ قومی مجرم ہیں۔ یہ پاکستان کے دشمن ہیں۔ یہ پاکستان کے

خلاف پاکستان کے دشمن کی ایما پر پاکستان کے عوام اور پاکستان کے خلاف برسرپیکار ہیں۔ ان کے خلاف بالکل بغیر کسی عذر، بغیر کسی ابہام کے action ہونا چاہیے۔ پاکستان کی law enforcing agencies اور پاکستان کی افواج پوری commitment کے ساتھ جہاں پر انہوں نے معرکہ حق پر دشمن کو ذلیل کرکے ان کی ناک خاک آلود کی ہے۔ پوری دنیا میں پاکستان کو فخر کے لمحات اور عزت دی ہے۔ ان شاءاللہ تعالیٰ ان دہشت گردوں کو بھی اسی انجام سے دوچار کیا جائے گا۔

میں یہاں پر محترم اپوزیشن لیڈر کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ آپ ایک الیکشن کی بات کرتے ہیں کہ election fair نہیں ہوا، free نہیں ہوا، ان کے پاس تو نمائندگی کا کوئی حق نہیں ہے، ان کا عوام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ایسی ہی صورت حال 2018 سے 2022 تک بھی تھی۔ راجہ صاحب! اس وقت ہم بھی یہ بات کہہ کہہ کر تھک گئے تھے کہ جناب! یہ آپ نے RTS بٹھا کر ہماری 45 سیٹیں ان کے کھاتے میں ڈال کر ان کو اقتدار میں اور حکومت میں بٹھا دیا ہے تو اس وقت ہمیں کہا جاتا تھا کہ جی آپ اب system میں آ چکے ہیں۔ اب آپ پارلیمنٹ میں بیٹھے ہیں۔ اب آپ system کا حصہ ہیں۔ آپ نے petitions کی ہوئی ہیں تو اس لیے اب آپ system کے اندر رہتے ہوئے اپنی شکایات، اپنی grievances کا ازالہ کروائیں۔ اور ہم نے اس system میں رہتے ہوئے ہی اپنے مطالبات، grievances کو pursue کرتے رہے اور پھر اس system کے تحت ہی ہم نے vote of no confidence کیا۔ ہم اس system سے باہر نہیں گئے۔ اسی system میں رہتے ہوئے اس وقت کے وزیراعظم عمران خان صاحب نے کہا کہ جی اگر آپ کہتے ہیں تو ہم پارلیمانی کمیشن بنا دیتے ہیں۔ یہ پارلیمانی کمیشن تحقیقات کرے اور elections کے لیے reforms کرے، election rules, laws کو بہتر کر دیا جائے۔ ہم نے اس کو قبول کیا۔ پارلیمانی کمیشن بنا۔ اس کے سربراہ پرویز خٹک صاحب تھے۔ انہوں نے ایک اجلاس کیا۔ میں بھی اس کا ممبر تھا۔ اس اجلاس میں ToRs وغیرہ طے ہوئے، issues frame ہوئے۔ اس کے بعد چار سال اس کا دوسرا اجلاس نہیں ہوا۔ جب بھی خٹک صاحب سے پوچھا، انہوں نے ایک ہی جواب دیا کہ جی خان اجازت نہیں دے رہا، وہ اجازت دے گا تو دوسرا اجلاس ہوگا۔

میں اپوزیشن کے معزز ممبران سے یہی گزارش کروں گا کہ جو آپ کا سیاسی موقف ہے، جو آپ کا version ہے، بالکل وہ آپ کو مبارک ہو، آپ اس کو pursue کریں۔ آج وزیراعظم سے وزیراعلیٰ خیبر پختونخوا کی ملاقات ہوئی ہے۔ وزیراعظم نے بڑے مثبت انداز میں، respectfully ان کو welcome کیا اور انہیں کہا کہ آپ کی سیاسی جماعت، آپ کی سیاسی سوچ، آپ کا موقف آپ کو مبارک ہو، آپ اس کو رکھ سکتے ہیں۔ ہمارا بھی سیاسی موقف ہے لیکن پاکستان کے لیے جو ہماری ذمہ داریاں ہیں، ان کو ہمیں پورا کرنا چاہیے۔

معاملہ یہ ہے کہ جو لوگ خیبر پختونخوا میں تشکیلیں بھیجتے ہیں، وہ کوئی آپ کے موقف کے یا آپ کے حامی نہیں ہیں۔ یہ آپ کی غلط فہمی ہے۔ اس لیے آپ کا یہ موقف کہ یہ نہ کریں، وہ نہ کریں، یہ اسی غلط فہمی پر مبنی ہے۔ آپ اس کو چھوڑیں اور ریاست کے ساتھ بیٹھ کر ایک ہی موقف، جس طرح سے اے پی ایس کا واقعہ ہوا، کیا ہم کسی اور اس قسم کے واقعے کا انتظار کریں گے۔ جو ایک موقف پوری قوم نے اختیار کیا تھا، آج ہمیں وہی موقف اختیار کرنا چاہیے۔

بلوچستان میں جو لوگ ہیں، نہ ان کا کسی قسم کا کوئی political issue ہے اور نہ ان کا کوئی اس قسم کا مطالبہ ہے۔ وہ پاکستان کے دشمن ہیں اور پاکستان کو نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔ اگر آپ کو اس میں کوئی غلط فہمی ہے تو بھلے آپ experience کر لیں۔ ایک ہی بس میں آپ بھی بیٹھ جائیں، ہم بھی بیٹھ جائیں گے۔ جب وہ بس جائے گی، اگر وہ روکیں گے تو اگر وہ شناختی کارڈ چیک کریں گے تو ہو سکتا ہے کہ وہ پہلے آپ کو ماریں، ہمیں بعد میں ماریں۔ اس قسم کی کوئی صورت ایسی نہیں ہے کہ اس قسم کی غلط فہمی اور اس قسم کا ابہام ڈالنے والوں کے ساتھ وہ مخلص ہو سکتے ہیں۔ وہ پاکستان کے دشمن ہیں۔ پاکستانی قوم کے دشمن ہیں۔ اس لیے دہشت گردی کے خلاف ہمیں بڑا واضح موقف اپنانا چاہیے۔ واضح طور پر مذمت کرنی چاہیے۔ مجھے افسوس ہے کہ قائد حزب اختلاف نے جب اس معاملے پر بات کی ہے، انہوں نے سارے معاملے کو کبھی غزہ کی طرف، کبھی ٹرمپ کی طرف، پوری دنیا گھمایا ہے لیکن اس پر انہوں نے دوٹوک انداز میں، واضح انداز میں بات کرتے ہوئے ان دہشت گردوں کی جس طرح سے مذمت ہونی چاہیے، وہ نہیں کی۔ میں امید کرتا ہوں کہ دوسرے دوست اس کے بعد جب بات کریں گے، ہمیں ان دہشت گردوں کی، وہ KPK ہو، پنجاب ہو، کراچی یا سندھ کا کوئی علاقہ ہو یا بلوچستان ہو، جو بھی دہشت گردی کے واقعات میں ملوث ہو اس کے خلاف پوری قوم کو متحد ہو کر ان مجرموں اور ان پاکستان دشمنوں کے خلاف یکجا ہونا چاہیے اور ان کے خلاف جو کارروائیں ہماری law enforcing agencies اور ہماری مسلح افواج کر رہی ہیں، ان کی ہمیں بھرپور حمایت کرنی چاہیے۔ جو civilians شہید ہوئے ہیں، law enforcing agencies کے لوگ شہید، ہم ان کو سلام پیش کرتے ہیں۔ ان کی بہادری کو، ان کی اس sacrifice کو اور ان کی families سلام پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے ملک کی خاطر، قوم کی خاطر یہ قربانی دی ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ اسی طرح سے ---

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔

سینیٹر رانا ثناء اللہ خان: اسی طرح سے ہماری law enforcing agencies پاکستان کی حفاظت کرتے ہوئے ان دہشت گردوں کو جہنم واصل کرتی رہیں گی اور یہ لوگ، کسی بھی صورت میں یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ ہماری law enforcing agencies کے سامنے

کھڑے ہونے کی بھی ہمت کر سکیں۔ ایک نہ ایک دن جب ان کی باہر سے وہ حمایت جو ان کو افغانستان کی طرف سے اور ہندوستان کی طرف سے مودی کی طرف سے حاصل ہے، وہ جیسے جیسے کم ہوتی جائے گی تو ان شاءاللہ تعالیٰ یہ دہشت گردی اپنی موت مرے گی اور پاکستان ان شاءاللہ تعالیٰ سرخرو ہوگا۔ بہت شکریہ، جناب چیئرمین۔

جناب قائم مقام چیئرمین: اس سے پہلے کہ میں کسی اور ممبر کو بولنے کا موقع دوں، جو ہماری ایڈوائزری کمیٹی میں فیصلہ ہوا تھا، میری تمام معزز ممبران سے بشمول پارلیمانی لیڈرز سے درخواست ہے کہ اگر تھوڑا سا مختصر بات کریں تو پھر سب کو موقع مل سکتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جس حوالے سے ایڈوائزری کمیٹی میں فیصلہ ہوا تھا کہ آج ہمارے لیے صرف اور صرف غم اور دکھ کی بات یہ ہے کہ بلوچستان پر بات کرنی ہے۔ باقی دائیں بائیں چیزوں پر ان شاءاللہ بات کرتے رہیں گے۔ ایوان کی مہمانوں کی گیلری میں موجود Gwadar Development Authority Public School بلوچستان کے طلباء اور اساتذہ کو دل کی گہرائیوں سے خوش آمدید کہتے ہیں۔ (جاری۔۔۔T07)

T07-02Feb2026 Ali/Ed: Waqas 05:20 pm

جناب قائم مقام چیئرمین: ایوان کی مہمانوں کی گیلری میں موجود Gwadar Development Authority Public School بلوچستان کے طلبہ واساتذہ کو دل کی گہرائیوں سے خوش آمدید کہتے ہیں۔

(اس موقع پر گوادر ڈویلپمنٹ اتھارٹی پبلک سکول بلوچستان کے طلبہ واساتذہ کو ایوان میں خوش آمدید کہا گیا)

یہ اصل چہرہ ہے پاکستان کا، یہ اصل چہرہ ہے بلوچستان کا۔ جی اجازت ہے۔

<u>Resolution moved by Senator Azam Nazeer Tarar condemning the recent terrorist attacks in Balochistan and expressing deep condolences to the bereaved families</u>

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: بلوچستان میں حالیہ واقعات کے حوالے سے with the kind permission of the Chair.

"The Senate of Pakistan, being the House of the Federation:

Strongly condemns the recent terrorist attacks in Balochistan and expresses deep condolences to the bereaved families while wishing a speedy recovery to the injured;

Pays tribute to the courage and sacrifices of the security forces and law enforcement agencies who continue to lay down their lives in the line of duty for the protection of citizens and defense of motherland;

Reaffirms the Senate's commitment to peace, development and political inclusion in Balochistan, recognizing that sustainable security is inseparable from socio-economic progress, good governance and respect for constitutional rights;

Reiterates the resolve of Pakistani Nation that terrorism shall not be allowed to succeed and that the unity of state and will of the people will prevail over all forces of violence, extremism and terrorism;

Urges the governments to ensure a transparent, swift and conclusive investigation into incidents and brings the perpetrators, facilitators and local and international sponsors of terrorism to justice in accordance with law;

Calls upon the Federal and Provincial Governments to further strengthen intelligence coordination, broader security, and counter-terrorism mechanisms, with special focus on Balochistan."

یہ resolution ہے، جناب! اگر اسے adopt کر لیا جائے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: اب میں قرارداد کو ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

(قرارداد منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: قرارداد متفقہ طور پر منظور کی جاتی ہے۔ پوری ایوان کی طرف سے مشترکہ قرارداد ہے۔ اس کے بعد فیصلہ یہ ہوا کہ ایک اس طرف سے، سینیٹر انوار الحق کاکڑ صاحب ہمارے سابق وزیر اعظم ہیں اور وہ بات کرنا چاہتے ہیں، جی کاکڑ صاحب۔

Senator Anwaar Ul Haq

سینیٹر انوار الحق: شکریہ جناب چیئرمین۔ سب سے پہلے تو لواحقین کے ساتھ، جو ہمارے شہداء ہیں، law enforcement agenciesکے، civiliansکے، اس غم کی گھڑی میں ہمارے دل ان کے پسماندگان کے ساتھ ہیں اور all our appreciation to the law enforcement agencies, intelligence outfits, paramilitary, police, provincial government, federal governmentجنہوں نے اس moment of crisis میں، جو کہ پاکستان کی ریاست پر پے در پے حملے ہو رہے ہیں۔

بدقسمتی سے آج یہاں یہ بحث چھیڑی گئی، کچھ ایسے نکات ہمارے honourable Leader of the Oppositionکی طرف سے اٹھائے گئے جو میں سمجھتا ہوں کہ ان کی وضاحت اس لیے ضروری نہیں ہے کہ میں ان کے خلاف ایک جوابی تقریر کرنا چاہ رہا ہوں، بلکہ اس لیے ضروری ہے کہ قوم اس platformسے ہم سب کو سن رہی ہے اور ان کی وضاحت ہوگی تو جو یہ thought processہے، جس نے اس مسئلے کو آگے بڑھایا، کیونکہ آج کی opposition مستقبل کی governmentہو سکتی ہے، اور جو موجودہ governmentہے وہ oppositionمیں جا سکتی ہے۔ جمہوری نظام میں دونوں کا اپنا اپنا کردار ہوتا ہے، اور opposition کا کردار میری ناچیز رائے میں ہمیشہ سے یہ رہا ہے کہ وہ constructive criticismاور practicalتجاویز کے ساتھ نقاد ہوتی ہے، وہ criticism for the sake of criticismنہیں کرتی اور یہی یقین اور امید میری Opposition Leader صاحب سے بھی ہے کہ وہ اسی ruleکے تحت بات کو آگے بڑھا رہے ہوں گے۔

انہوں نے فرمایا کہ یہاں پر نااہل حکومت ہے، غیر نمائندہ حکومت ہے، جس کی وجہ سے یہ violenceکی streakہم experience کر رہے ہیں۔ اچھا! جب وہ تقریر کر رہے تھے، مجھے یاد آیا کہ ہمارے کچھ ہزارہ شہداء تھے جنہیں لشکر جھنگوی والوں نے شہید کیا اور وہ لاشیں لے کے بیٹھے ہوئے تھے اور اس وقت کے Prime Minister عمران خان صاحب تھے اور میں عمران خان صاحب کے اس موقف کا اس وقت بھی حامی تھا اور آج بھی حامی ہوں کہ انہوں نے ٹھیک کیا تھا۔ Agitationشروع ہوئی اور انہوں نے کہا کہ Prime

جب آپposition of authorityمیں ہوتے ہیں تو آپ کو واقعتاًagitationکے نتیجے میںblackmailنہیں ہونا چاہیے۔

Ministerیہاں آئیں اور ہم سے ملیں، تو عمران خان صاحب نے کہا میں کسی کیblackmailingمیں نہیں آؤں گا اور میں سمجھتا ہوں کہ جب آپposition of authorityمیں ہوتے ہیں تو آپ کو واقعتاًagitationکے نتیجے میںblackmailنہیں ہونا چاہیے۔

جیسے کہrecentlyایران میں ہوا، ہمارا نظام ان سے مختلف ہے، علامہ صاحب ان کو ہم سے بہت بہتر جانتے ہیں، وہ کہتے ہیں لوگوں کے ساتھ سختی سے نہیں نپٹنا چاہیے، rule of lawکیapplicationہونی چاہیے۔ Lawکے ساتھOrderآتا ہے، if law is not followed by the order, law is followed by destructionتو ہمارے ہمسائے میں ابھی currency depreciationکے حوالے سےagitationشروع ہوئی تھی، علامہ صاحب کو بہتر پتا ہوگا، وہ بھیobserveکر رہے ہوں گے۔

سینکڑوں، ہزاروں... ہم کسی دوسرے ملک کےinternal mattersپرcommentنہیں کرتے، لیکن اسorderکو establish کرنے کے لیے forceکیapplication کی۔ دنیا میں ہر جگہ پر western liberal democraciesمیں، کسیtheocracyمیں، dictatorshipمیں، one party governmentمیں، جب Order کو خطرہ ہوتا ہے تو پھرapplication of forceہوتی ہے اور یہاں کیا ہوا؟ یہاں پر کوئی ناراض نہیں ہے۔ یہ ناراضگی کا ڈھول جو پچھلے چونتیس سالوں سے لوگ پیٹتے آ رہے ہیں اور اس میں ہمارےliberal analysts، کچھpolitical actors اور تجزیہ کار، کچھ intelligentsia کے لوگ، دیکھیں ان کا مقصدpoliticalہے۔ تمام لوگ کہتے ہیں یہpoliticalمسئلہ ہے، میں agree کرتا ہوں، یہ واقعتاًpoliticalمسئلہ ہے۔ Politicalمسئلہ کیا ہے؟ politicalمسئلہ یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں the state continuation of Pakistan; the continuation of Pakistan as a state has to discontinue and we will undo this geography. ہم اس جغرافیہ کو تبدیل کریں گے اور کیسے کریں گے؟ بزور شمشیر کریں گے، بزور طاقت کریں گے، اس میں ہم غلیل چلا سکیں، بندوق چلا سکیں، خود کش بمبار بنا سکیں، جو بھی طریقہ کار ہوگا ہم اس ریاست کے وجود کو خاکم بدہن ختم کرکے اپنی ایک نئی ریاست تشکیل دیں گے۔

اب وہ ریاست کی شکل ان کیfascistریاست ہو، so called liberal ریاست ہو، ہمیں کچھ نہیں پتا۔ اس حد تک انہوں نے اپناpoliticalہدف بتایا ہوا ہے اور اس کے لیے انہوں نے پاکستان کے معاشرے اور ریاست دونوں کے خلاف اعلان جنگ کیا ہوا ہے۔ یہ جنگ پاکستان پہ مسلط ہے۔ پاکستانی ریاست مظلوم ہے، پاکستانی معاشرہ مظلوم ہے۔ مظلوم وہ عورت تھی جو رات کے آخری پہر فاتحہ سے واپس آئی،

ساٹھ سال اس کی عمر تھی، اس کے شوہر کو باہر نکالا گیا اور گولیوں سے بھون دیا گیا۔ کسی کو یہ سمجھ نہیں آئی کہ اس عورت کے اندر بھی غیرت اور حیا تھی۔ اگر وہ پنجاب کے صوبے میں پیدا ہوئی تھی تو یہ نہ کوئی سمجھے کہ اس کی ننگ نہیں تھی۔ وہ حیران تھی کہ اپنے سر کے دوپٹے کو ننگ سے ڈھانپے یا اپنے مردہ شوہر، شہید شوہر کی لاش کو ڈھانپے۔ یہاں پر لوگوں کو بلوچستان یا بلوچ یکجہتی کونسل پر پانی پھینکنے کا ظلم ہم جیسے یزیدیوں کا نظر آتا ہے، لیکن وہاں اس پانی کو بھی equate اس معصوم خون کے بہانے سے نہیں کرتے۔ طرح طرح کی تاویلات، rationalization of violence has to stop. دنیا کے کسی مہذب ملک میں، کسی مہذب معاشرے میں، اس طرح کی rationalization اگر ہو، floor of Parliament پر، digital media پر یا کہیں اور، تو شاید وہ عمر قید پابندِ سلاسل ہوں۔

میں جانتا ہوں کہ اسرائیل کے حوالے سے بہت سارے لوگوں کے، ہمارے، ہم سب کے جذبات ہیں، یہ کہتے ہیں کہ جناب! یہ آئین پر عمل پیرا کرنے والے سارے کے سارے پرامن لوگ تھے، جن کی آوازوں کو خاموش کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ علامہ صاحب نے آج تک اسرائیل کے خلاف گولی نہیں چلائی۔ زبان، یقیناً انہوں نے اس جہاد میں، اس جدوجہد میں، اس کی مخالفت میں، اس حدف کو جو لوگ اسرائیل کے خلاف گولی چلا رہے ہیں، اس کے ساتھ ہم آہنگ کی اور اپنے آپ کو اس کا نظریاتی ساتھی سمجھا ہے اور کہا ہے اور میں بھی جانتا ہوں، شاید ایسے ہی ہیں۔ ایسے ہی ان دہشتگردوں کے نظریاتی ساتھی ہیں جو اپنے narrative میں، جو اپنی گفتگو میں، انہی اہداف کو جوان کے ذہنوں میں ہوتے ہیں۔ ماہ رنگ بلوچ آزاد بلوچستان کی آواز ہے، وہ ایک civil activist نہیں ہے۔ وہ کیوں civil activist نہیں ہے؟ کیا ہم غصے میں یہ کہہ رہے ہیں؟ یا کسی دلیل کی بنیاد پر کہہ رہے ہیں؟

(جاری ہے----T08)

T08–02Feb2026 Imran/ED: Shakeel 05:30 pm

سینیٹر انوار الحق: (جاری ---) ماہ رنگ بلوچ آزاد بلوچستان کی آواز ہے۔ وہ ایک civil activist نہیں ہے۔ وہ کیوں civil activist نہیں ہے؟ کیا ہم غصے میں یہ کہہ رہے ہیں یا کسی دلیل کی بنیاد پر کہہ رہے ہیں۔ جناب، اگر وہ کوئی civil activist ہوتی تو اُس شہر میں، یا اُس صوبے میں جتنے لوگ ہیں، بلا تفریق اُن کے مذہب کے، زبان کے، یا نسل کے، اگر اُن کے انسانی حقوق جس میں Right to Life ہے یعنی زندہ رہنے کا حق ہے، اگر وہ حق پامال ہوتا تو وہ اُس کے خلاف صدا بلند کرتی۔ اگر یہ الزام ریاستی اداروں پر اور پاکستان پر آتا کہ انہوں نے

ان militants کے Human Rights کو violate کیا ہے تو وہ اُن کی voice بنتی اور ساتھ میں جب militants کے حوالے سے یہ گفتگو آتی کہ انہوں نے armed لوگوں کو چاہے وہ پنجابی ہیں یا وہ بلوچ ہیں، پانچ سو پینیسٹھ کے قریب نیشنل پارٹی سے affiliated لوگوں کو شہید کیا گیا۔ وہ بلوچ جو اُن کے version کے ساتھ یا اُن کی ideology کے ساتھ agree نہیں کرتے، اُن کی بھی قتل و غارت گری ہوئی ہے۔ اگر اُن کے لیے بھی صدا بلند ہوتی تو میں یقیناً کہتا کہ یہ دونوں کے لیے صدا بلند کرتے ہوئے ریاست سے یہ demand کرتی ہے کہ ان terrorists کے خلاف کارروائی کریں۔ مجھے کسی کی condemnation نہیں چاہیے، وہ ریاست سے اُسی شد و مد سے کہ جس طریقے سے جعفر ایکسپریس کے بعد اُن terrorists کے لاشوں کو زبردستی طاقت کے زور پر لے جارہی تھی، اسی energy کے ساتھ اور اسی توانائی کے ساتھ اس ریاست کے سامنے کھڑی ہوتی کہ ان معصوموں کو بھی قتل کیا گیا اور ان terrorists کے خلاف بھی کارروائی ہو تو میں اُن کو civil rights activist تسلیم کرتا۔

چونکہ وہ یہ نہیں کرتی اور وہ صرف militants کی alleged violation of Human Rights کی جب گفتگو کرتی ہے تو I declare her the spokesperson of these militants outfits. She is not a civil activist اور اسی جرم کے نتیجے میں وہ incarcerated ہے۔ وہ کسی سیاسی رائے کے بنیاد پر جیل میں نہیں ہے کہ اُن ایک کی سیاسی رائے ہے اور اُس کا اظہار انہوں نے کیا ہے، وہ پاکستان کے الیکشن سسٹم کے حوالے سے کچھ کہنا چاہتی ہیں، وہ الیکشن کمیشن آف پاکستان کے حوالے سے کوئی رائے رکھتی ہیں یا کسی اور جمہوری مطالبے یا رویے کے طور پر رائے رکھتی ہیں اور انہیں پابندِ سلاسل کیا گیا ہے۔ ایسا قطعاً نہیں ہے۔ یہ misleading اور گمراہی اگر ہم social media پر پھیلا رہے ہیں، اگر ہم digital media پر پھیلا رہے ہیں، اگر ہم پارلیمان کے floor پر ایسا کر رہے ہیں، دانستہ یا غیر دانستہ، it could be inadvently, it could be intentionally میں سمجھتا ہوں کہ ہم یہ قومی خیانت کر رہے ہیں۔ اس کے لیے ہم اللہ کے حضور بھی جواب دہ ہوں گے اور اس ملک کے قوانین کے سامنے بھی جواب دہ ہوں گے۔

جب کوئٹہ میں ہزاروں کو شہید کیا جا رہا تھا تو ہم نے لشکرِ جھنگوی سے مذاکرات نہیں کیے تھے۔ آج کیوں وہ اللہ کے فضل سے کم ہو گئے یا ختم ہو گئے؟ اُن کے خلاف انہی اداروں نے، انہی intelligence outfits نے، اسی پولیس نے، اسی FC نے کارروائیاں کیں تو آج وہ علاقے محفوظ ہیں۔ تو راہ ہمیں کیا بتاتے ہیں کہ ہم اگر ان کا یہ خیال ہے کہ کوئی ایک ایسی تجویز جس میں یہ دہشت گرد ہمیں پھولوں کے ہار پہنائیں گے یا ہم انہیں پہنائیں گے، تو دیکھیے انہوں نے آپ کی معاشرے اور ریاست کے خلاف اعلانِ جنگ کیا ہے۔ یا ہم نے dominate ہونا

ہے یا اُنہوں نے dominate ہونا ہے۔ فیصلہ اس میدان میں ہوگا۔ پاکستان اللہ پاک کے فضل و کرم سے جیتا ہوا فریق ہے اور یہ دہشت گرد ہارے ہوئے فریق ہیں۔ فرق صرف اور صرف وقت کے تعین کا ہے کہ کیا ہم اس جیت کو جلد از جلد سامنے لانا چاہتے ہیں یا اس منزل کو تھوڑا سا دور کریں گے۔ جیت اللہ کے فضل سے پاکستان کی تقدیر اور نصیب میں ہے۔ بہت شکریہ جناب۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ جی۔ سینیٹر جام سیف اللہ صاحب۔

Senator Jam Saifullah Khan

سینیٹر جام سیف اللہ خان: بہت بہت شکریہ چیئرمین صاحب! میں سب سے پہلے بلوچستان میں جو معصوم جانوں کا نقصان ہوا ہے، میں اُن کے لیے دعا خیر مانگنا چاہتا ہوں اور جناب، ہمارے جن بھی اکابرین نے تقریریں کیں، جیسے کہ رانا ثنا اللہ نے اور جناب محترم کاکڑ صاحب نے، میں بالکل fully انہیں endorse کرتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے بڑی اچھی باتیں کیں۔ جناب، ہم دیکھتے آئے ہیں کہ تقریباً کوئی بیس پچیس سال سے خاص طور سے یہ دہشت گردی کے جو واقعات ہوتے ہیں، چاہے وہ خیبر پختونخوا میں ہوں، چاہے وہ بلوچستان میں ہوں تو واقعی ایک confusion پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اور میرے دوستوں نے، رانا ثنا اللہ اور ہمارے انوار الحق کاکڑ صاحب نے بڑے اچھے طریقے سے اُس کو ظاہر کیا اور ایسا خیبر پختونخوا میں بھی ہمیشہ ہوتا رہا ہے۔

میں راجہ صاحب، جس پارٹی سے اُن کا تعلق ہے، میں حقیقت میں اُن سے expect کر رہا تھا کہ وہ کچھ genuine یعنی disinformation and propaganda کی basis پر جو باتیں نہیں ہیں اور recently جس جماعت کی وجہ سے یہ Leader of the Opposition بنے ہیں تو میں چاہتا تھا کہ یہ اُن کے جو بھی خیالات ہوں، ان سے ذرا ہٹ کے اگر پیش کرتے تو وہ زیادہ مناسب ہوتا۔ مجھے تو یہ محسوس ہوا ہے کہ یہ جو اُس جماعت کے لیڈر ہیں، بالکل اُن کی سوچ اور جو بھی اُن کا propaganda ہے یا جو آوازیں اُن کے Twitter پر آتی ہیں، وہی انہوں نے repeat کیں۔ پی ٹی آئی کے جو سنجیدہ لوگ ہیں جن میں ماشاء اللہ بہت محترم اور قابل احترام لوگ ہیں، بڑے اچھے ذہن اور ہم لوگوں سے کئی درجے زیادہ عقل مند ہیں اور وہ کیوں نہیں اپنی پارٹی میں یہ debate کراتے اور سارے لوگوں کو پتا ہے کہ اُن کا جو یہ موقف ہے۔

دیکھیں، خیبر پختونخوا میں ہر جماعت دہشت گردی کا نشانہ بنی ہے۔ یہ ہمارے مرتضٰی صاحب بیٹھے ہیں، اُن سے پوچھیں ان کے جو لیڈران جیسے کہ مولانا فضل الرحمان پر دو دفعہ قاتلانہ حملہ ہوا ہے۔ JUI کے ہمارے غفور حیدری صاحب ہیں، وہ مجھے بتا رہے تھے کہ اُن پر جب

قاتلانہ حملہ ہوا اور جو bomb blast ہوا تو وہ کہتے ہیں تقریباً کوئی سات آٹھ لوگ جو شہید ہو گئے تھے میرے اوپر پڑے ہوئے تھے اور اُس دہشت گردی کے موقع پر خدا نے میری جان بچائی۔ ہمارے ANP کے جو بھائی بیٹھے ہیں، ANP کی تقریباً ساری قیادت اور سارے workers کو اُنھوں نے شہید کر دیا ہے۔ ہماری پیپلز پارٹی پر attack ہوتے رہے ہیں۔ باقی سب پارٹیوں پر attack ہوتے ہیں۔ اگر ایک پارٹی جس پر attack نہیں ہوتا وہ آپ سب لوگوں کو پتا ہے اور اُسی پارٹی کا سربراہ تقریباً بیس سالوں سے کبھی کہتا تھا کہ نہیں، یہ ڈرون حملے حرام ہیں، کبھی کہتا تھا کہ یہ good and bad طالبان ہیں اور کبھی کہتا تھا کہ نہیں، یہ ناراض لوگ ہیں تو ان سے باتیں کریں اور ہمیشہ ایک confusion اور بیوقوف بنا کے لوگوں میں تقسیم پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ اتنے بڑے واقعات ہوئے ہیں جیسے کہ APS کا واقعہ ہوا اور ہر دن میں ہم سنتے ہیں کہ ہمارے کوئی سات فوجی جوان شہید ہوتے ہیں اور ہر جگہ سے ایسی رپورٹیں آتی ہیں۔ خدارا، اپنی ذاتی سیاست کو بھول کے اور اُس کو چھوڑ کے کم از کم اس موقع پر تو آپ کو ملک کے ساتھ کھڑا ہونا چاہیے۔ آپ کو پتا ہے کہ جو خیبر پختونخوا میں ہو رہا ہے، وہ بھی ملک توڑنے کی سازش ہے اور جو بلوچستان میں ہو رہا ہے وہ بھی ملک توڑنے کی سازش ہے۔ وہاں بھی یہی گمراہ لوگ ہیں جو انڈیا کی مدد سے دہشت گردی پھیلا رہے ہیں اور خیبر پختونخوا میں بھی یہی لوگ ہیں جو دہشت گردی پھیلا رہے ہیں۔

آپ کو پتا ہے کہ جب ہماری لیڈر نے اسی جدوجہد میں شامل ہو کے جانوں کے نذرانے پیش کیے اور جب محترمہ شہید پر شہید ہونے سے پہلے کراچی میں کارساز پر پہلا attack ہوا تھا، آپ کو یہ معلوم ہے یا نہیں کہ جس دن attack ہوا ہے، اُس کے اگلے دن ایک پارٹی کے سربراہ نے Independent میں ایک مضمون لکھا کہ بینظیر پر جو قاتلانہ حملہ ہوا ہے اُس کی سب سے بڑی ذمہ داری تو بینظیر خود ہے۔ یہ کیوں پاکستان آئی ہے اور یہ طالبان کے خلاف کیوں باتیں کرتی ہے۔ اگر یہ باتیں کرے گی پھر تو ایسے ہوگا۔ اگر یہ باہر نکلے گی تو اس پر attack ہوں گے اور یہ work campaign کرے گی تو اس پر ایسے حملے ہوں گے۔ تو اس کا مقصد کیا تھا؟ اپنے ذاتی مقصد کے لیے کیا آپ اس حد تک چلے جائیں کہ آپ دوسرے پر ایسی باتیں کریں۔ یہ incitement for violence ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ سب سے بڑا اور serious اقدام ہے۔

اب یہاں ساری State کو یہ فیصلہ کرنا چاہیے اور مختلف پارٹی کے ہم سارے لوگ جو یہاں بیٹھے ہیں اور میں خاص طور سے اپنے PTI کے دوستوں سے بات کرنا چاہتا ہوں کہ یہ اُن کی بھول ہے کہ جی یہ بھولے بھٹکے ہیں۔ بلوچستان میں جو واقعے ہوتے ہیں، نہ صرف وہاں پنجابیوں کو جو laborers ہیں، اُن بے چاروں کو شہید کیا جاتا ہے۔ میرے حلقے میں تقریباً کوئی چھ سات laborers ایسے ہیں۔۔۔

(جاری۔۔۔۔T09)

T09-2nd Feb2026 Abdul Ghafoor/ED: Waqas 5:40 PM

سینیٹر جام سیف اللہ خان: (جاری۔۔۔) بلوچستان میں جو واقعات ہوتے ہیں، نہ صرف وہاں پنجابیوں کو جو laborers ہیں ان بچاروں کو شہید کیا جاتا ہے۔ میرے حلقے میں تقریباً کوئی چھ سات laborers ایسے ہیں، جو سندھ کے علاقے سے بلوچستان میں گئے تھے انہوں نے گردنیں کاٹ کر ان کو واپس روانہ کیا۔ یہ نہ صرف پنجاب کے لوگوں کو دہشت گردی کا نشانہ بنا رہے ہیں، یہ سندھ کے لوگوں کو بھی دہشت گردی کا نشانہ بنا رہے ہیں، سرائیکی لوگوں کو بھی دہشت گردی کا نشانہ بنا رہے ہیں، پنجاب کے لوگوں کو بھی بنا رہے ہیں۔ اس میں کسی کو کوئی confusion نہیں ہونی چاہیے کہ یہ ہندوستان کی RAW agency کے agents ہیں اور اس کی ایماء پر کام کر رہے ہیں۔ میں بالکل رانا صاحب نے جو بات کی کہ سندور کا واقعہ ہوا تھا، سندور آپریشن ہوا تھا، اس کی خفت مٹانے کے لیے یہ سارا کچھ کر رہے ہیں۔

جناب والا! یہ جو propaganda, disinformation, misinformation, through internet and social media پر ہو رہا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ یہ پاکستان میں ایک existential threat ہے۔ آپ history اٹھا کر دیکھیں لوگ history سے سیکھتے ہیں۔ آپ history اُٹھا کر دیکھیں کہ اس type کی misinformation and propaganda کی base پر جو بھی populist leaders آئے تھے، چاہے Germany میں آئے، چاہے Italy میں آئے، چاہے China میں آئے اور وہ ایک موقع ایسا تھا کہا انہوں نے تقریباً چاہے Italy ہو، Germany ہو، China ہو ان کا صرف بیڑا غرق کر دیا تھا، سارا ملک بھی تباہ ہو گیا تھا۔ China میں بھی جب کوئی تبدیلی آئی تھی ان کی Communist Party کے بعد جو leadership آئی تھی انہوں نے China کو بڑھایا ہے۔ اس سے پہلے یہ جو مختلف purges کرتے تھے چاہے China میں ہو چاہے Italy میں ہو اور Italy میں ان کا انجام کیا ہوا جو اس type کی سیاست کرتے تھے۔ ان کو لوگوں نے دو تین دن کے لیے الٹا ٹانگ کر لٹکا دیا تھا۔ جرمنی میں کیا ہوا تھا، جرمنی میں بھی اسی سیاست کرنے والے misinformation، disinformation والوں نے ملک سارا توڑ دیا اور اس میں لوگوں کے ڈر سے خود کشی کرنا پڑی۔

آپ کی اپنی party میں بھی ایک ماحول ایسا بنا ہوا ہے کہ بالکل لکیر کے فقیر بنے ہوئے ہیں اور کوئی ایسی بات نہیں کرتا جیسے جو partyکا leader ناراض ہو۔ خدارا آپ اپنے ضمیر کے مطابق باتیں کریں۔ ٹھیک ہے کہ کبھی کبھی یہ چیزیں لیڈران کو پسند نہیں آتیں۔ یہ ہر party میں ہوتا ہے لیکن یہ آپ کا فرض ہے کہ آپ انہیں آئینہ دکھائیں۔آپ ان میں تھوڑا بہت sense ڈالنے کی کوشش کریں۔ یہ جو destructive policies ہیں جس کا سب سے بڑا نقصان آپ لوگوں کو خود کو ہوگا۔آپ اپنی party میں دیکھیں، آپ کا ایک آدمی اگر party کے خلاف کوئی بات کرتا ہے تو اگلے دن سارا social media اس کو گالیاں دے رہے ہوتے ہیں۔ آ پ کے اپنے لیڈران کی families کو گالیاں مل رہی ہوتی ہیں۔

(اس موقع پر ایوان میں اذان مغرب سنائی دی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: جام صاحب اگر تھوڑا سا باقی۔ ۔۔

سینیٹر جام سیف اللہ خان: جناب چیئرمین! میں بالکل دو منٹ میں ختم کر رہا ہوں۔ میں PTI کے دوستوں سے گزارش کروں گا کہ آپ خدارا ان issues پر debate serious کریں اور یہ جو گالم گلوچ، نفرت، تقسیم اور polarization کی سیاست ہے اس کو ختم کریں۔ اس کو ختم کرنے میں اپنی party پر pressure ڈالیں۔ یہ بڑی destructive policy ہے۔ یہ آپ کی party کو نقصان پہنچائے گی۔ میں نے کسی کا نام بھی نہیں لیا۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: کوشش کریں کہ بلوچستان تک بات ہو۔۔

سینیٹر جام سیف اللہ خان: جناب! سنہ 88ء سے یہ میرا تقریباً کوئی آٹھواں tenure ہے۔ میں MPA بھی رہا ہوں، MNA بھی رہا ہوں Senator بھی رہا ہوں۔ میں نے مختلف governments دیکھی ہیں۔ میں Army کا سخت ناقد رہا ہوں۔ میں ہمیشہ Army کے political role کا سخت ناقد رہا ہوں۔ خدا نے مجھے اتنی طاقت دی ہے کہ اگر میں کسی چیز سے agree نہ کروں تو میں برملا اس کا اظہار بھی کرتا ہوں۔ کبھی کبھی یہ چیزیں لوگوں کو پسند بھی نہیں آتیں لیکن اس وقت کی جو establishment ہے میں اس بات کا credit انہیں ضرور دینا چاہوں گا کہ بالکل ان کی clarity of thought ہے۔ان میں یہ confusion نہیں ہے کہ good ہے یا bad جو بھی انہوں نے steps اٹھائے ہیں چاہے بلوچستان کے حوالے سے، چاہے KP کے حوالے سے میں سمجھتا ہوں کہ بڑی clear-minded اس

کی قیادت کی جو سوچ ہے اگر ملک میں بھی سارے لوگ ان کے ساتھ کھڑے ہوں گے تو Balochistan, Frontier and KP میں کافی بہتری آسکتی ہے۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی، سینیٹر منظور احمد صاحب۔ آپ کی party، آپ کا دل ماشاءاللہ مجھے پتا ہے، منظور صاحب۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ کو نہیں۔ میں سینیٹر سید علی ظفر صاحب کو، آپ کی تو کوئی پارٹی نہیں ہے۔ اچھا ان کی ہے۔ مجھے نہیں پتا جی منظور کاکڑ صاحب۔

Senator Manzoor Ahmed

سینیٹر منظور احمد: بہت شکریہ۔ جو واقعہ بلوچستان میں پیش آیا، جس میں forces کے لوگ civilians شہید ہوئے ہیں ہم ان کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ اس میں ہماری جتنی بھی law enforcement agencies ہیں، مرکز سے ہوں، صوبے سے ہوں، ان کو ہم appreciate کرتے ہیں۔ جناب والا! یہاں پر دوستوں نے بہت تفصیلاً بات کی ہے۔ یہاں پر کچھ باتیں آئین، قانون، آئین کی بالادستی کی ہوئی ہیں۔ ہر کوئی اختلافِ رائے کی بات کر سکتا ہے۔ ہر کوئی آئین کی بات کر سکتا ہے اگر میں کروں تو شاید مجھ سے کوئی اختلاف رکھے یہ ہر کسی کا right ہے لیکن میں یہ کہوں گا کہ پاکستان میں جو چیزیں ہو رہی ہیں وہ آئین، دستور اور law and order کے مطابق ہو رہی ہیں۔ اس سے شاید اختلاف ہو، ہر کوئی اختلاف کر سکتا ہے، اس میں کوئی شک بھی نہیں ہے لیکن ایک بات یہاں پر ضرور کروں گا کہ جتنی بھی حکومتیں آئی ہیں تو دوسری حکومت کو یہی کہا گیا ہے کہ یہ rigging ہوئی ہے، ہمارا mandate لے گئے ہیں۔ یہ سب کے سامنے عیاں باتیں ہیں، یہ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہیں لیکن جو بلوچستان کا واقعہ ہے میں کہوں گا یہ بلوچستان کا نہیں ہے۔ یہ پورے پاکستان کا واقعہ ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ایک منٹ، ہماری خواتین members میں سے بھی ہم موقع دیں گے اگر بات کرنا چاہیں۔ جی۔

سینیٹر منظور احمد: جناب چیئرمین! یہ پورے پاکستان کا مسئلہ ہے۔ یہاں پر بات ہو رہی ہے آزادی کی اور ناراض بھائیوں کی۔ دوستوں نے اس پر بات بھی کی ہے۔ کس چیز کی ناراضگی؟ یہی ناراضگی تو ابھی تک کسی کو سمجھ ہی نہیں آئی۔ اس حوالے سے اگر ہم جتنے یہاں بیٹھے ہوئے ہیں میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا ہم ایک آزاد ریاست میں نہیں رہتے؟ جناب! ہم رہتے ہیں لیکن اگر ایک آزاد state میں، ایک

ریاست میں ایک اور ریاست، ایک ٹولا، ایک جتھا بنانا چاہتا ہے تو کبھی بھی governmentاور ریاست کسی کو بھی اجازت نہیں دے گی۔

دہشت گردی تمام دنیا میں ہوتی ہے یہ سب کو پتا ہے، یہ بھی کسی سے ڈھکی چھپی باتیں نہیں ہیں۔ (جاری۔۔۔T10)

T10-02Feb2026 Tariq/Ed: Iram. 05:50 pm

سینیٹر منظور احمد۔۔۔۔حکومت اور ریاست کسی کو بھی اجازت نہیں دے گی۔ تمام دنیا میں دہشت گردی ہوتی ہے، یہ سب کو پتا ہے اور یہ بھی کسی سے ڈھکی چھپی باتیں نہیں ہیں۔

یہاں پر ہمیشہ ناراض دوستوں کی باتیں ہوتی ہیں، یہ فلاں چیز پر ناراض ہے اور وہ فلاں چیز پر ناراض ہے، بلوچستان ایک ٹولے یا جتھے کے حوالے نہیں کیا جا سکتا ہے۔ یہاں پر بات ہوئی کہ وزیراعلیٰ صاحب resign کر جائیں۔ حکومت resign کر جائے، اس سے پہلے دوستوں نے خیبر پختونخوا کے حوالے دیئے تھے لیکن کیا حکومت نے resign کیا ہے۔ میں تو وزیراعلیٰ بلوچستان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ وہ ایک نڈر لیڈر ہیں اور جس جرات کے ساتھ دہشت گردوں کا حکومت بلوچستان اور حکومت پاکستان نے مقابلہ کیا اور ان کا خاتمہ کیا، یہ سب کو پتا ہے جناب۔ کاش یہاں جو بات ہوئی، کاش یہ فتنہ ہندوستان کا حوالہ بھی دیتے، کاش یہ افغانستان کا حوالہ بھی دیتے جہاں کی سرزمین ہماری خلاف استعمال ہو رہی ہے۔ پاکستان کے حوالے سے فتنہ ہندوستان تو چاہتا ہی یہی ہے کہ ہمیں کسی طریقے سے damage کرے، پاکستان کو بدنام کرے اور نقصان پہنچائے۔ کلبھوشن یادوان کا serving کرنل تھا وہ بھی بلوچستان سے پکڑا گیا تھا۔

جناب چیئرمین! معرکہ حق بھی ہمارے سامنے ہے۔ اب اگر ایک جتھہ یا ایک ٹولا کسی کے ایجنڈے پر کام کر رہا ہو، چند پیسوں کے لیے بلوچستان میں دہشت گردی کر رہا ہو اور پاکستان کو بدنام کر رہا ہو۔ جب دنیا میں پاکستان سفارتی حوالے سے اپنا ایک image بنا رہا تھا، دفاعی حوالے سے معاہدے ہونے جا رہے تھے، آپ نے دیکھا کہ مودی اور ہندوستان کے ساتھ تمام ہمسایہ ممالک خوش نہیں ہیں کیونکہ دنیا میں جہاں بھی دہشت گردی ہو رہی ہے اس میں ہندوستان involve ہے۔ کیا پاکستان کی یہ شہرت جو دنیا میں بننے جا رہی ہے یہ انہیں ہضم ہو گی، یہ کبھی بھی نہیں ہو گی۔ اس طرح کے کرائے کے لوگ جو پاکستان اور بلوچستان میں دہشت گردی کر رہے ہیں وہ سب کے سامنے ہے جناب۔ ٹرمپ جو ہندوستان پر اس وقت tariff لگا رہا ہے وہ سب کے سامنے ہے، یہ کسی سے ڈھکی چھپی باتیں نہیں ہیں جناب۔ وہ پاکستان کو دنیا میں بدنام کرنا چاہتے ہیں۔ یہ ابھی جو ایک جتھہ اور ٹولہ آیا تھا جو کہتے ہیں کہ وہ آزادی کی لڑائی لڑ رہے ہیں، انہوں نے وہاں بنک میں ڈکیتیاں کیں، چوری کرنے آئے تھے، انہوں نے چوری کی اور وہ نکل گئے اس میں جو عام civilian اور ہماری forces کے لوگ شہید ہوئے، کیا اس حوالے سے ان کا جو

نقصان ہوا ہے وہ ہم بھر سکتے ہیں؟ وہ بھی تو کسی کا بیٹا، باپ یا بھائی تھا اب ہو سکتا ہے کہ اس گھر میں وہ واحد فرد ہو جو اس گھر کا کفیل ہو، اب ان کی کفالت کون کرے گا، انہیں یہ پرواہ نہیں ہے کیونکہ دہشت گرد کا کوئی مذہب نہیں ہے وہ صرف دہشت گر ہوتا ہے۔ جب ریاست اٹھتی ہے، میں نے پہلے بھی ہمارے ایک in camera مشترکہ اجلاس میں بات کی تھی، میں نے کہا کہ جس نے ریاست کے خلاف بندوق اٹھائی اس کے ساتھ کوئی بات نہیں ہونی چاہیے۔ سیاسی عمل سیاسی طریقے سے ہونے چاہییں۔ اگر سیاسی عمل ہوتا تو یہ کب کا حل ہو چکا ہوتا، یہ سیاسی عمل نہیں ہے، یہ چاہتے ہیں کہ ایک آزاد ریاست بنائیں اور جو ایجنڈا لے کر آ رہے ہیں اس میں وہ کامیاب ہوں، یہی insurgency 1950's میں سب سے پہلے start ہوئی تھی، وہ صوبائی خود مختاری تھی، جو fifth generation war ہے یہ آزادی کی تحریک ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ وہاں پر ساحل اور وسائل کا مسئلہ ہے۔ بالکل جہاں پر ساحل وسائل ہیں، وہاں جو اقوام رہتی ہیں ان پر ان کا حق بنتا ہے، وہ انہیں دینا چاہیے۔ لیکن اس طرح بھی نہیں ہے کہ میں بندوق کے زور پر کہوں کہ یہ میرا ہے، میں بندوق کے زور پر کہوں کہ میں ایک ریاست بنانا چاہتا ہوں، کون سا ملک یا ریاست یہ دیکھ سکتی ہے کہ آپ ریاست کے اندر ایک ریاست بنانے جا رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! اسی طرح خیبر پختونخوا کے حوالے سے دوستوں نے بہت تفصیل سے باتیں بتائی ہیں۔ بلوچستان کے حوالے سے وہ سیاسی جماعتیں جنہوں نے شہداء دیے ہیں، اگر ہماری forces, police or agencies اگر منہ توڑ جواب نہ دیتے تو شاید ہمارا مزید نقصان ہوتا لیکن یہاں پر جس جرات کے ساتھ ہمارے بہادر لڑے ہیں، جس جرات کے ساتھ انہوں نے جواب دیا ہے اور دہشت گردوں کو انہوں نے پیچھے بھگایا ہے وہ بھی سب کو معلوم ہے۔ ہم آئین اور قانون کی بالادستی کی بات کرتے ہیں، میں پھر کہوں گا کہ اگر کوئی عدالت میرے حق میں کوئی فیصلہ دے گی تو میں کہوں گا کہ یہ بہت اچھی عدالت ہے اور بہت اچھی چل رہی ہے، اگر کوئی عدالت میرے خلاف کوئی فیصلہ دے دیتی ہے تو ایک ماہ کے بعد میں اسی عدالت کو target کرتا ہوں کہ یہاں پر judiciary انصاف نہیں کر رہی ہے، یہاں پر تو ناانصافی ہی ناانصافی ہے۔

جناب چیئرمین! بہت ہو چکا، ہم اپنی سیاسی point scoring پیچھے رکھ دیں، آئیں اور مل کر ملک کو ترقی کی راہ پر گامزن کریں۔ یہاں پر اس وقت جو تمام سیاسی جماعتیں بیٹھی ہوئی ہیں اگر ہم عہد کریں کہ پہلے جو کچھ ہوا ہے، اپنی انا کو چھوڑ کر ہم مل بیٹھ کر اس ملک کے لیے سوچیں، اس کی عوام کے لیے سوچیں۔ میں اپنے عوام کو آفریں کہتا ہوں جو مہنگائی کا ایک سیلاب برداشت کر رہے ہیں، جو bills آ رہے ہیں، انہیں وہ برداشت کر رہے ہیں، ہم ان کے لیے کیا کیا ہے؟ سوائے اس کے کہ ہم ایک دوسرے کو برا بھلا کہتے ہیں۔ آپ نے وہ کیا، میں نے وہ کیا، میں نے

یہ کیا اور آپ نے وہ کیا۔ ہمیں ان چیزوں سے باہر نکلنا چاہیے، جس کا mandate ہے اسے رہنے دیں، یہ mandate چلے گا تو یہ پاکستان اور اس کے عوام کے لیے بہتر ہو گا، نہ کہ میں اسے criticize کروں، یہ آپ کا حق ہے لیکن آپ کی تنقید تعمیری ہو تو بہت اچھی بات ہو گی۔

جناب چیئر مین! میں پھر کہوں گا کہ اگر ہم عوام کے لیے سوچیں، یہ چیزیں تو ہم face کرتے رہیں گے لیکن اگر تمام سیاسی جماعتیں ایک ہوں گی تو ان شاء اللہ پاکستان آگے بھی جائے گا اور کوئی دشمن پاکستان کی طرف نہیں دیکھ سکے گا۔ بہت شکریہ جناب چیئر مین۔

جناب قائم مقام چیئر مین: اس سے پہلے کہ میں حکومت کی جانب سے دوسرے پارلیمانی لیڈر کو بولنے کا موقع دوں، پچھلے دنوں مواصلات کی قائمہ کمیٹی میں ہمارے معزز وفاقی وزیر اور معزز رکن ہماری بہادر شیرنی پلوشہ خان کے درمیان کوئی ناخوشگوار واقع پیش آیا تھا، اس بارے میں منسٹر صاحب کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

جناب عبدالعلیم خان (وفاقی وزیر برائے مواصلات): بہت شکریہ، جناب چیئر مین! جیسا کہ آپ نے بتایا کہ ہمارا ایک Standing Committee کا اجلاس ہو رہا تھا اور اس کے اندر جو واقعہ ہوا، میں لمبی تفصیل میں نہیں پڑنا چاہتا کہ کس نے کیا کہا، میں نے کیا کہا۔ اصل بات یہ ہے کہ پچھلے چوبیس سالوں سے جب سے میں سیاست میں ہوں، میں نے کوشش کی ہے کہ میں اپنے طور پر میرے جتنے بھی colleagues ہیں چاہے وہ اس طرف ہوں یا treasury benches کے اس طرف ہوں، ہمیشہ ہر ایک کے ساتھ محبت اور احترام کا رشتہ رکھوں اور میں نے اسے نبھایا بھی ہے لیکن شاید کئی مرتبہ ایسی moments آتی ہیں کہ جب آپ کسی اور frame of mind میں ہوتے ہیں اور spur of the moment آپ کوئی ایسی بات کر دیتے ہیں تو میں اپنے colleagues سے بھی اور ہماری محترم سینیٹر ہیں ان سے بھی، خاص طور پر اس روز ہمارے چیئر مین جو اس روز کمیٹی کو Chair کر رہے تھے سینیٹر پرویز رشید صاحب جو کہ ہمارے بزرگ اور senior ہیں اور جو ہمارے دوسرے اراکین وہاں بیٹھے تھے میں دل کی گہرائیوں سے ان سے معذرت چاہتا ہوں۔ میری کوئی ایسی بات جس سے ان کی دل آزاری ہوئی ہو میں ان سے اس پر دلی طور پر معذرت خواہ ہوں۔ (آگے جاری۔۔۔T-11)

T11-2Feb2025 Naeem Bhatti/ED; Shakeel 6:00 pm

عبدالعلیم خان (وزیر برائے مواصلات): (جاری۔۔۔) میں دل کی گہرائیوں سے ان سے معذرت چاہتا ہوں۔ میری کسی بات سے ان کی جو دل آزاری ہوئی ہو تو میں اس پر ان سے دلی طور پر معذرت خواہ ہوں۔

جناب قائم مقام چیئر مین: شکریہ۔ جی سینیٹر پلوشہ صاحبہ۔

Senator Palwasha Mohammad Zai Khan

سینیٹر پلوشہ محمد زئی خان: شکریہ، جناب چیئرمین! میں ایک بات record پر لانا چاہتی ہوں کہ میں اس ایوان کی ممبر ہوں، اس سے پہلے میں قومی اسمبلی کی 2008 to 2013 ممبر رہی ہوں۔ میں اس ایوان میں تیسری نسل ہوں، میرے دادا حاجی محمد عمر خان اس ایوان کے ممبر رہے ہیں اور انہوں نے ناموس رسالت ﷺ پر تقریر کرتے ہوئے اس ایوان میں جان دی تھی۔ میر چچا اس ایوان کے ممبر رہے ہیں، اب اللہ تعالیٰ نے مجھے شرف بخشا ہے۔ میں صرف یہ کہوں گی کہ ہم سب کی عزت برابر ہے، چاہے ہم آگے بیٹھیں یا پیچھے بیٹھیں، چاہے ہم خواتین ہوں یا مرد ہوں، ہم سب ایک ہی process سے آئے ہیں۔ لہٰذا میں امید کرتی ہوں کہ آئندہ کے لیے تمام ممبران ایک دوسرے کی عزت و تکریم کا احساس کریں گے، چاہے وہ آگے بیٹھا ہے، چاہے وہ کابینہ میں ہے یا نہیں ہے۔ میں خاص طور پر خواتین کے لیے یہ کہنا چاہتی ہوں کہ کسی عورت کو بھی کسی کے آگے اپنی وضاحت پیش کرنے کی، اپنے ذاتی معاملات کی ضرورت نہیں ہے، چاہے وہ اس ایوان میں ہے یا اس ایوان سے باہر ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ مجھے مخاطب کریں۔

سینیٹر پلوشہ محمد زئی خان: جی میں آپ ہی کو کہہ رہی ہوں لیکن میں باقی ممبران کی طرف بھی دیکھ رہی ہوں کیونکہ میں ان کی بھی بات کر رہی ہوں۔ لہٰذا میں امید کرتی ہوں کہ standing committees میں ایسا ماحول نہیں ہو گا اور ہمارے ہاتھ میں جو ہمارے instruments ہیں، انہیں استعمال کرنے میں اسی طرح آسانی رہے گی جو اس ایوان کا ایک پارلیمانی طریقہ ہے، آج سے نہیں بلکہ جب سے یہ بنا ہے، اس کا بھی اور قومی اسمبلی کا بھی۔ شکریہ۔

جناب عبدالعلیم خان: میں آپ کا، اپنی محترم colleague سینیٹر کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں اور یہاں موجود تمام سینیٹرز کا دل کی گہرائیوں سے شکرادا کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ، سینیٹر سلیم مانڈوی والا۔

سینیٹر سلیم مانڈوی والا: جناب والا! میں نے تو ابھی تقریر نہیں کرنی، ,I will speak in the end کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی ٹھیک ہے۔ پارلیمانی لیڈر سینیٹر جان محمد صاحب۔

Senator Jan Muhammad

سینیٹر جان محمد: شکریہ، جناب چیئرمین! بلوچستان میں گزشتہ دنوں جو واقعات ہوئے، وہ انتہائی افسوس ناک اور قابل مذمت ہیں۔ ان واقعات میں سینکڑوں افراد شہید ہوئے، اس کی خبر آج پورے ملک میں پھیلی ہےاور ہم بھی اس بات کے لیے بیٹھے ہیں کہ بلوچستان کے معاملات کی سنگینی کو دیکھیں۔ سوال یہ ہے کہ بلوچستان میں ایسا کیوں ہو رہا ہے؟ میں ذرا پیچھے چلا جاتا ہوں، بلوچستان میں یہ آگ جنرل مشرف کے دور سے لگی ہےاور اُس وقت سے ہمارے بچے، عام شہری، ہمارے securityاداروں کے لوگ اس میں جل رہے ہیں۔ ہم بارہااس بات پر آئے ہیں اور بڑے وثوق سے یہ بات کی ہے کہ بلوچستان کا مسئلہ بنیادی طور پر سیاسی ہے۔ ہم یہ اس لیے کہہ رہے ہیں کہ کسی بھی مرض کو دیکھنے کے لیے آپ کو اس کی بنیاد پر جانا ہو گااور بلوچستان میں بنیاد وہی سیاسی مسائل ہیں جو ایک ماحول create کرتے ہیں، جس صورت حال میں ہم آج آکر پھنس گئے ہیں۔ آج جو امن و امان کی صورت حال خراب ہے، اس کو بہتر کرنے لیے ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ بلوچستان کا مسئلہ ایک سنگین مسئلہ ہے، ایک سنجیدہ مسئلہ ہے، ہم جس طرح بات کرتے ہیں کہ اس کا حل صرف فوجی آپریشن ہی ہے، یہ غلط بات ہے، یہ صحیح بات نہیں ہے، آپ اس طرح امن قائم نہیں کر سکتے ہیں۔ امن کے لیے ضروری ہے کہ آپ وہاں کی بنیادی grievances کو سمجھیں۔ یہ بات صحیح ہے کہ لوگوں نے آکر پورے بلوچستان میں حملے کیے ہیں، خودکش حملے ہوئے ہیں۔ ہم مسلح حکمت عملی کے بالکل خلاف ہیں، ہم چاہتے ہیں کہ بلوچستان میں سیاسی جدوجہد کو فروغ ملے لیکن یہ لوگ کیوں ناراض ہیں، ان کی کیا ناراضگی ہے؟ لوگ کہتے ہیں کہ یہ ناراض نہیں ہیں، آج وہ جن اداروں کے ہاتھوں میں استعمال ہو رہے ہیں، اس کی کوئی سیاسی وجوہات تو ہیں، اس کی سیاسی بنیادیں تو ہیں۔

جناب والا! ہم نے National Action Plan بنایا، اس میں بلوچستان کی صورت حال کو کیوں اس طرح نہیں دیکھا گیا جو آج بات کی جا رہی ہے کہ اس کا واحد حل یہی ہے کہ انہیں مارا جائے، نہیں! وہاں یہ بات نہیں ہوئی۔ میں آج بھی یہ سمجھتا ہوں کہ بلوچستان میں پیپلز پارٹی کی حکومت ہے، بلوچستان میں مسلم لیگ (ن) کی حکومت ہے اور اس ملک میں یہ قیادت موجود ہے۔ آج اس قیادت کی ذمہ داری ہے، پاکستان کی سنجیدہ سیاسی قیادت کی ذمہ داری ہے، پیپلز پارٹی کی ذمہ داری ہے، مسلم لیگ (ن) کی ذمہ داری ہے، پی ٹی آئی کی ذمہ داری ہے اور بلوچستان کی تمام سیاسی پارٹیوں کی ذمہ داری ہے کہ بیٹھ کران معاملات کا کوئی نیا حل نکالیں۔ آج ضرورت اس بات کی ہے کہ ہمیں نیاNational Action Plan بنانا چاہیے۔ ہمیں بیٹھ کر، سر جوڑ کر یہ سوچنا چاہیے کہ بلوچستان کے بچے ریاست کے خلاف کیوں اٹھ کھڑے ہوئے ہیں، آخر ان کے پیچھے بنیادی بات کیا ہے؟ بلوچستان کے لوگوں کے بنیادی مسائل کیا ہیں؟ کیا وہاں مسائل نہیں ہیں، یہ لوگ پیدائشی دہشت

گرد ہیں، پیدائشی خودکش ہیں، آیا انہیں اپنی جانوں سے کوئی محبت نہیں ہے؟ جس طرح یہ آکر خودکشیاں کرتے ہیں، نہیں! ہمیں ان مسائل کی تہہ میں جانا چاہیے، ان سیاسی مسائل کی طرف کہ کیوں اس مسئلے کو بگاڑا گیا ہے؟ کہتے ہیں کہ یہ سیاست ہے، کہتے ہیں کہ آپ الیکشن کی بات کرتے ہیں، یہ لوگ تو الیکشن کی بات نہیں کرتے ہیں، صحیح ہے، یہ کیوں الیکشن کی بات نہیں کرتے ہیں کیونکہ الیکشن کے ساتھ آپ کا جو رویہ ہے، جس کی وجہ سے آج بلوچستان کا کوئی فرد الیکشن کی بات نہیں کرتا، کیوں نہیں کرتا؟ آپ الیکشن کے نام پر جس طرح ٹھپے لگاتے ہیں، جس طرح Form 47 لاتے ہیں، جس طرح دوسرے معاملات کرتے ہیں تو واقعتاً لوگوں کا اعتماد الیکشن سے اٹھ چکا ہے۔ آپ نے بلوچستان کی تمام سیاسی پارٹیوں، نیشنل پارٹی، بی این پی (مینگل)، پشتونخوا نیپ، جے یو آئی کے لیے space ختم کر دی ہے، آپ مجھے بتائیں کون بات کرے گا۔ بلوچستان کے بچوں کو کون سمجھائے گا؟ جب بلوچستان کے بچوں کو سمجھانے والی سیاسی پارٹیوں کو آپ نے اٹھا کر باہر پھینک دیا ہے، آپ نے ان کی space ختم کر دی ہے تو ظاہر ہے جس طرح آپ نے یہ سیاسی space ختم کی ہے، اس کے نتائج پھر یہی ہوں گے۔ آج جو مشکلات ہیں، یہ مشکلات خود پیدا کردہ ہیں اور بلوچستان میں جو حکومتیں ہیں، وہ تو انہی کی پیداوار ہیں، وہ تو Form 47 کی پیداوار ہیں، وہ تو جنگ کی بات کریں گے، وہ روئیں گے، جنگ کی بھی بات کریں گے، ایک ایک کو ماریں گے، ایک ایک کو نہیں چھوڑیں گے، آپ نہیں چھوڑیں گے لیکن یہ بلوچستان ہے، بلوچستان کے معاملات ہیں، بلوچستان کی مشکلات ہیں، روزانہ بلوچستان کے دو، چار بچے اُن کے ساتھ مل رہے ہیں۔ (جاری۔۔۔۔)

T12-02Feb2026 Mariam Arshad/Ed:Shakeel 06:10 p.m.

سینیٹر جان محمد (جاری۔۔۔): ایک ایک کو ماریں گے، کسی کو بھی نہیں چھوڑیں گے۔ آپ نہیں چھوڑو گے لیکن یہ بلوچستان ہے، بلوچستان کے معاملات ہیں، بلوچستان کی مشکلات ہیں، بلوچستان کے بچے جو روزانہ جا رہے ہیں اور ان کے ساتھ مل رہے ہیں۔ آپ کو ان وجوہات کا ذکر کرنا ہے، آپ کو وہ وجوہات معلوم کرنی ہیں۔ آج بھی میں سمجھتا ہوں ضرورت اس بات کی ہے کہ پاکستان کی سنجیدہ قیادت بیٹھے، پورے ملک کی سنجیدہ قیادت بیٹھ کر سر جوڑے اور اس مسئلے کا سیاسی حل نکالے، فوجی حل کوئی نہیں ہوتا۔ آپ فوجی حل کے نام پر جتنی بھی لڑائیاں لڑو گے لوگ پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ آپ کو سیاسی حل نکالنے کی ضرورت ہے بلوچستان کی، پختونخوا map کی، سندھ کی یہ جو قومیں ہیں ان قوموں کا اختیار تسلیم کرنا ہوگا۔ جمہوریت کو فعال کرنا ہوگا۔ لوگوں کے جو ووٹ ہیں ان کا جو سیاسی فیصلہ ہے اس کا اعتراف کرنا ہوگا۔ سیاسی قیادت کو آپ جب ان اداروں میں لاؤ گے، سیاسی قیادت کو جب آپ سامنے لاؤ گے تو لوگوں کو اطمینان ہوگا کہ ہماری بات مانی جاتی ہے۔ ہم جس کو ووٹ دیتے ہیں وہ آ سکتا ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ یہ لوگ جو بلوچستان میں لڑ

رہے ہیں، یہ لوگ جو بلوچستان میں اس طرح کی کارروائیاں کر رہے ہیں وہ الیکشن کے لیے کر رہے ہیں، بالکل نہیں کر رہے۔ یہ بات آپ کی صحیح ہے لیکن آیا وہ بچے جو ساتھ جا رہے ہیں، وہ سماج جو ان کے ساتھ جڑ رہا ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا یہ تو چھپی ہوئی بات نہیں ہے وہ گھوم پھر رہے ہیں سارے لوگ ان کے ساتھ ہیں، سیلفیاں بنا رہے ہیں۔ کیوں؟ اسی لیے کہ ہم پر اعتماد نہیں ہے، اسی لیے کہ حکومتوں پر جو اعتماد ہے وہ ختم ہو چکا ہے۔ ہمیں چاہیے ایک بار پھر میں یہ کہتا ہوں کہ آج بھی وقت ہے کہ ہمیں National Action Plan Two کرنے کی ضرورت ہے۔ تمام سیاسی جماعتوں کو تمام پاکستان کی سیاسی لیڈرشپ کو، نواز شریف صاحب ہوں، زرداری صاحب ہوں، وزیراعظم صاحب ہوں تمام لیڈرز، عمران خان صاحب ہوں، ان کی جماعت ہو سب کو مل بیٹھ کر ان معاملات پر ایک نئی حکمت عملی بنانے کی ضرورت ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: بہت شکریہ۔ جی سینیٹر سید علی ظفر پارلیمانی لیڈر ہیں۔

(اس موقع پر جناب پریذائیڈنگ آفیسر، سینیٹر عامر ولی الدین چشتی کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

Senator Syed Ali Zafar

سینیٹر سید علی ظفر: جناب ڈپٹی چیئرمین! بہت شکریہ۔ پاکستان کے لیے ہم سب کی جان حاضر ہے، پاکستان کا اگر کوئی دشمن ہے تو وہ ہم سب کا دشمن ہے، پاکستان ہے تو ہم ہیں اور اگر اس ملک میں کوئی دہشت گرد ہے، کسی جگہ پر بھی جو کسی بیرون ممالک کے حکم پر چل رہا ہے اور دہشت گردی کر رہا ہے تو وہ ہمارے لیے بھی اتنا ہی بڑا دہشت گرد ہے جتنا PPP or PML(N) کے لیے ہوگا۔ یہ جو ایک موقف بنایا جا رہا ہے کہ PTI دہشت گردوں کے ساتھ ہے میں اس کو رد کرتا ہوں اور میں اس کو بڑا واضح طور پر بتانا چاہتا ہوں کہ ہم پاکستان کے ساتھ ہیں اور اگر پاکستان کے خلاف کوئی کارروائی کرے گا تو وہ ہمارا بھی دشمن ہے اور ہم اس کے خلاف اپنی جان بھی دے سکتے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر! بلوچستان کے بہت سارے مسائل ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ ان مسائل کا جس طرح ابھی میرے فاضل دوست نے بھی کہا کہ سیاسی حل نکالنے کی ضرورت ہے۔ دہشت گردی یا civilians کو مارنا وہ حل نہیں ہے میری جو حکومت سے درخواست ہوگی وہ بڑی واضح ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ ان سیاسی جماعتوں اور ان تحریکوں کو الگ کریں جو اپنے حقوق کے لیے بلوچستان میں یا پاکستان کے کسی بھی خطے میں جدوجہد کر رہے ہیں۔ جب آپ ان کو الگ کریں گے تو آپ ان لوگوں کو

identifyکر سکیں گے جو کہ actually India, Israelیا کسی اور ملک کے کہنے پر پاکستان میں دہشت گردی کر رہے ہیں۔ Engage with the political forces in Baluchistan اگر آپ engageنہیں کریں گے تو پھر وہی حال ہوگا کہ بہت سارے جو نوجوان ہیں وہ جوش و جذبے میں، سمجھ بوجھ کر بھی وہ اس قسم کی terrorist organisationsکو joinکریں گے جو کہ اس وقت ہمیں پاکستان کے مختلف حصوں میں نظر آتی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو بھی بے گناہ لوگوں کو شہید کرتے ہیں، جو بھی پاکستان کے پرچم کو جلاتے ہیں، جو بھی ہمارے ملک کے دفاتر یا املاک کو نقصان پہنچاتے ہیں، تباہ کرتے ہیں وہ بلوچستان کے ہمدرد نہیں ہیں، وہ پاکستان کے ہمدرد نہیں ہیں۔ وہ ہمارے دشمن ہیں اور ہمیں ان کے ساتھ اسی طرح کا سلوک کرنا ہے جو کہ ایک دہشت گرد کے ساتھ ہونا چاہیے۔ لیکن میں یہ بھی واضح کر دوں کہ جہاں تک PTIکا تعلق ہے دہشت گردی کسی کے نام پر بھی ہو چاہے وہ مذہب کے نام پر ہو، چاہے وہ ذات کے نام پر ہو، چاہے وہ کسی زبان کے نام پر ہو، چاہے وہ صوبائیت کے نام پر ہو، ہم اس کے خلاف ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر! لیکن اس کے ساتھ ساتھ جب آپ دہشت گردی کے ساتھ dealing کی بات کرتے ہیں تو آپ صرف ایک رخ کی طرف نہیں دیکھ سکتے صرف یہ نہیں ہے کہ آپ لوگوں کو ماریں بلکہ ان کو پکڑ کر ختم کریں۔ آپ یہ دیکھیں کہ وجہ کیا ہے کہیں آپ کے اپنے civilians تو terrorist organisationsکو joinنہیں کر رہے۔ کیا وہ تو اس میں شمولیت نہیں کر رہے اس بنیاد کی وجوہات کی طرف دیکھیں اور پھر آپ ایک مثبت action planبنائیں جہاں تک PTIکا تعلق ہے میں واضح طور پر دوبارہ یہ کہہ دوں کہ ہم دہشت گردی کے خلاف ہیں لیکن ہم ہراس تحریک کے ساتھ ہیں جو اپنے حق کے لیے پرامن سیاسی جدوجہد کر رہی ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر!اب ہو کیا رہا ہے ہو یہ رہا ہے کہ دنیا تبدیل ہو رہی ہے جس کو ہم world orderکہتے ہیں وہ تبدیل ہو رہا ہے۔یہ جونئی جدید دنیا ہے اس میں United Nationsکا بھی کسی قسم کا کوئی role مجھے نظر نہیں آتا۔ اس میں مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بین الاقوامی قوانین کا بھی کوئی roleنظر نہیں آتا۔ اس میں مجھے صرف ایک چیز نظر آتی ہے اور وہ یہ ہے کہ ہر حکومت نے، ہر ریاست نے، ہر ملک نے اپنی حکمرانی کو خود بچانا ہے کیونکہ جو باہرsituationہے وہ ہے.might is rightاگر آپ اپنے ملک میں بھی وہی اصول رکھیں گے کہ.might is rightجمہوریت کو چھوڑ دیں گے،انصاف کو پھینک دیں گے اور rule of

,lawقانون کی حکمرانی کو ختم کر دیں گے تو پھر آپ جو اس وقت new world order ہے اس سے مقابلہ نہیں کر سکیں گے۔ ہمارے ملک میں جو terrorism ہو رہا ہے ہو سکتا ہے وہ اسی new world order کی ایک شاخ ہو۔ جہاں مختلف ممالک دوسرے ممالک میں آ کر دہشت گردی کر رہے ہیں۔ اب اس کو ہم نے tackle کس طرح کرنا ہے، اس کا مقابلہ کس طرح کرنا ہے۔ اس new world order میں جہاں اس قسم کا terrorism ہو رہا ہے۔ ہم نے حکمت کے ساتھ ایک ایک قدم کو سوچ سمجھ کر لینا ہے اور وہ terrorism کو deal کرنے کے لیے، اس قسم کی دہشت گردی کو deal کرنے کے جو کہ بیرون ملک سے ہو رہی ہے۔ جس میں بیرون ملک، ہمارے دشمن ممالک involved ہیں۔ اس کے لیے آپ کو ایک چیز چاہیے اوروہ ہے عوام کی طاقت، عوام آپ کے ساتھ ہونی چاہیے۔ عمران خان صاحب نے بڑے واضح طور پر کہا ہے اور بار بار کہا ہے کہ ہمارا احتجاج ملک کے لیے ہے۔

(جاری۔۔۔T13)

T13-02Feb2026 FAZAL/ED: Irum 06:20 pm

سینیٹر سید علی ظفر: (جاری ہے۔۔۔۔) کہ ہمارا احتجاج ملک کے لیے ہے اور پُرامن ہے اور ہم ہر اس تحریک کے ساتھ کھڑے ہیں جو پُرامن سیاسی تحریک چلائیں گے۔ اس وقت اس ملک کو ضرورت ہے، اگر آپ نے دہشت گردی کو صحیح طرح، مثبت طریقے سے tackle کرنا ہے کہ آپ کے ساتھ عوام ہوں اور عوام صرف تب ہوگی جب آپ عمران خان صاحب کو involve کریں گے۔ PTI کو involve کریں۔ ہمیں کہتے ہیں کہ آپ لوگ دہشت گرد ہیں۔ آپ لوگ سڑکوں پر آنا چاہتے ہیں اور توڑ پھوڑ کرنا چاہتے ہیں۔ آپ لوگوں کو ہم نے سیاسی space نہیں دینی ہے۔ اب جب آپ پاکستان کی سب سے مقبول جماعت کو اس طرح کریں گے تو پھر کس طرح ہم، میں سوال پوچھتا ہوں، کس طرح ہم tackle کر سکیں گے، کس طرح مقابلہ کر سکیں گے اس قسم کی دہشت گردی کا جو ہم دیکھتے ہیں؟

جناب چیئرمین! میں بار بار request کرتا ہوں۔ اس وقت قوم کو ایک پلیٹ فارم پر دہشت گردی کے خلاف کھڑا ہونا ہے ورنہ یہ بڑھتی جائے گی۔ یہ صرف بلوچستان کا مسئلہ نہیں، یہ پاکستان کا مسئلہ ہے۔ ہمیں ایک جگہ کھڑا ہونا ہے۔ اس کے لیے قوم کا اکٹھا ہونا ضروری ہے۔ اس میں اگر آپ PTI کو exclude کریں گے، عمران خان صاحب کو exclude کریں گے، ان کو اگر شامل نہیں کریں گے، تو اس plan نے خدانخواستہ فیل ہونا ہی ہونا ہے۔

جناب چیئرمین! ہم شہادتیں دے رہے ہیں۔ ہمارے نوجوان سپاہی اورLaw enforcement agencies اس وقت جنگ کی حالت میں ہیں۔ ہم نے ان کے ساتھ کھڑا ہونا ہے، نہ کہ ہم ایک سب سے بڑی جماعت کو ایک ایسے کونے میں لگا دیں جہاں نہ ان کی آواز سنائی دے، نہ وہ باہر آ سکیں، نہ ان کے لیڈر جیل میں کسی قانون تک پہنچ سکیں، نہ ہماری عدالتوں تک رسائی ہو۔ یہ میں کوئی سیاسی بات نہیں کرنا چاہتا لیکن میں ایک request کر رہا ہوں، ایک record پر بات لے کر آ رہا ہوں کہ ہمارے لیے ضروری ہے اس وقت حکمتِ عملی کے ساتھ ہم آگے چلیں اور اس کے لیے عوام کا مینڈیٹ جس کے پاس ہے، اس کی بہت ضرورت ہے۔

جنابِ چیئرمین! میں endorse کرتا ہوں اور میں recommend کرتا ہوں۔ میں دوبارہ اپنے دوست سینیٹر کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہ آپ Action Plan-2 کریں اور اس کے لیے یہ جو forum ہے ہمارا سینیٹ کا اور پارلیمنٹ کا، نیشنل اسمبلی کا، combine forum کریں اور اس میں یہ ایک پورا plan دیں جس پر حکومت بھی اور باقی لوگ بھی عمل درآمد کریں۔ اس کو سیاست سے دور رکھیں۔ دہشت گردی کو آپ دہشت گردی as a cancer treat کریں اور ہم فیصلہ کریں گے کس طرح ہم نے اس cancer کو ختم کرنا ہے۔

جناب چیئرمین! تو یہ میری آخری request ہوگی۔ Resolution ہم نے پاس کر دی ہے لیکن Resolution ہم ہر پانچویں دن پاس کرتے ہیں۔ یہ Resolution اپنی جگہ ٹھیک ہے، کارروائی ہے، کاغذی کارروائی ہے، لیکن اب کاغذی نعروں کی بات نہیں ہے۔ اب اس وقت ہم نے عمل کرنا ہے۔ ہم نے implement کرنا ہے۔ پالیسی اس وقت میری نظر میں failed ہے کیونکہ آپ قوم کو ساتھ لے کر نہیں چل رہے۔ قوم کو ساتھ لے کر چلیں تو ان شاءاللہ فتح ہماری ہوگی۔ پاکستان کی جیت ہوگی۔ پاکستان پائندہ باد۔ Thank you.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بہت شکریہ۔ علی ظفر صاحب! آپ کی تجاویز بھی سامنے آ گئی ہیں۔ سینیٹر کامران مرتضیٰ۔

Senator Kamran Murtaza

سینیٹر کامران مرتضیٰ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ پہلے تو آپ کو اس Chair کی مبارکباد۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: پہلے ہم بلوچستان والوں کو ذرا سن لیں۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: مجھے لگا کہ میرا مائیک خراب رہتا ہے اور اکثر خراب رہتا ہے۔ میں اس کو پریس کرتا ہوں اور اس کے بعد یہ blink کرتا رہتا ہے۔ کبھی ہم نے سوچا ہے۔۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: لیکن آج آپ کو پریس کرنے کی ضرورت نہیں پڑی۔ ہم نے پہلے ہی On کر دیا۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: نہیں، نہیں ایسا ہے اگر اس کو چیک کروائیں گے شاید سب سے پہلے سے ہی یہ blink کر رہا ہے۔ سافٹ ویئر کا مسئلہ ہے، وہ سافٹ ویئر اپ ڈیٹ کرا دیں۔ اپ ڈیٹ ہوتا رہتا ہے۔ تو اس میں ایسا ہے کہ اگر کبھی یہ سوچیں کہ جب ہم ہاؤس میں انصاف نہیں کر پاتے مائیک دیتے ہوئے تو باقی پھر ہم قوم کو کیا انصاف دے پائیں گے یا ان کے مسائل کیا حل کریں گے یہ اس کے اوپر mind apply کرنا چاہیے کہ جب یہاں پر بھی discrimination ہوتی ہے تو پھر باقی جگہوں پر بھی اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ بات ہم کر رہے تھے بلوچستان کی اور بلوچستان کے حوالے سے جو بات کریں گے تو جو کچھ وہاں پر ہوا۔ یہ ہم سب جانتے ہیں کہ امن جو ہے اللہ پاک کی بڑی نعمتوں میں سے ہے جس کا احسان بھی اللہ پاک بنی نوع انسان پر جتلاتے ہیں اور ان بڑی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے، بلوچستان جو پاکستان کا بیالیس فیصد ہے اور جہاں پر یہ واقعات ہوئے وہ بارہ سے چودہ شہروں میں اور یہ پاکستان کا 14 فیصد حصہ بنے گا یعنی 14 فیصد پاکستان میں بیک وقت یہ معاملہ شروع ہوا 31 جنوری 2026 کو اور چھ بجے صبح شروع ہونے والا دہشت گردی کا وہ آپریشن سہ پہر تک جاری رہا۔ اس کی کوئی retaliation نہیں تھی، کوئی مقابلہ نہیں تھا اور وہ پورے بلوچستان میں بشمول کوئٹہ میں پھر رہے تھے۔ تو اس کے بارے میں آپ یہ کہیں کہ نہیں یہ صرف دہشت گردی ہے، تو یقیناً یہ دہشت گردی ہے مگر یہ صرف دہشت گردی نہیں ہے، اس کے پیچھے جو ہے وہ کچھ ایسے معاملات ہیں جن کو آپ address نہیں کر رہے، جو redress نہیں ہو پا رہے اور جب آپ اس کو address نہیں کریں گے، جب وہ redress نہیں ہوں گے، تو وہ خدانخواستہ، میری منہ میں خاک مگر وہ معاملات بڑھتے جائیں گے ان کا آپ تدارک نہیں کر پائیں گے۔

جناب چیئرمین! میری بات کا ثبوت یہ بھی ہے کہ جس دن سے یہ معاملات شروع ہوئے ہیں، اس دن کے بعد ہر روز یہ معاملات بڑھے ہیں، کم نہیں ہوئے اور بڑھتے بڑھتے جو ہے وہ اس حد تک پہنچ گئے کہ آپ کے بارہ چودہ شہر گھنٹوں کے لیے، آدھے دن کے لیے almost وہ take over ہو جائیں اور آپ اس کا مقابلہ نہ کر پائیں اور مقابلہ کرنے کے لیے جب آئیں تو اس کے بعد جو ہے وہ صرف جو ہے وہ کچھ دوست فرماتے ہیں کہ 177 لوگ دوسری طرف سے دہشت گردوں کے مارے گئے اور کچھ 170

بتاتے ہیں تو کیا یہ جو 170یا177 لوگ آئے، سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ 170یا177لوگوں میں سے جو مارے گئے یا شاید فرض کر لیجیے کہ اتنے ان کے زخمی ہو گئے ہوں گے یا فرض کر لیتے ہیں کہ اتنے ان کے گرفتار بھی ہو گئے ہوں گے، تو کیا یہ دو چار سو لوگوں سے کیا یہ ممکن تھا کہ بارہ چودہ شہروں کا گھنٹوں تک کنٹرول حاصل کر لیا جاتا؟ تو یہ ایک سنجیدہ معاملہ ہے، بھلے اس کو بند کمرے کے اجلاس میں address کریں، بھلے اس پر openly debate کر لیجیے مگر جب آپ اس کو addressکریں گے تو اس کو scientific انداز میں کرنا پڑے گا۔ اگر آپ کا scientificانداز نہیں ہو گا تو پھر یہ معاملہ بڑھتا جائے گا خدانخواستہ۔ JUI یا کوئی اور سیاسی جماعت اس طرح کی دہشت گردی پر believe نہیں کرتی اور اس کو support نہیں کر سکتی۔ میں بطور اس کے رکن کے، میں بھی JUI کی پالیسی کا پابند ہوں۔ ہم سارے اس دہشت گردی کو reject کرتے ہیں، مگر ہم سب کے reject کرنے کے باوجود یہ دہشت گردی کیوں بڑھتی ہے؟ کیوں ہر روز اس میں اضافہ ہوتا ہے؟ کیا ہم نے اس کے اوپر بیٹھ کے ایک سنجیدہ debate کرنی ہے یا ہم نے اس کو صرف مسترد کر دینا ہے، دعا کروا لینی ہے یا اگر دعا سے آگے بڑھ جائیں تو بھلے اس کے اوپر وہ ختم وغیرہ بھی کروا لیجیے، کیا اس طرح سے یہ معاملہ ٹھنڈا ہو جائے گا؟ معاملہ ٹھنڈا کرنے کے لیے ہم کو اس معاملے کی تہہ تک پہنچنا ہو گا، وجہ جاننی ہو گی اور اگر وجہ نہیں جانیں گے تو پھر وہ معاملہ خراب ہوتا جائے گا۔ آپ معاملے کو ٹھیک کرنا چاہتے ہیں تو پھر پہلے Baloch mindset کو بھی سمجھنا ہو گا۔ کیا Baloch mindset میں آپ اس طرح سے جب آپ یہ کہیں گے کہ ان کو ایک آپریشن کے ذریعے ختم کر کے اس کے اوپر قابو پا سکتے ہیں اور اس کے بعد آپ اس معاملے کو دبا سکتے ہیں۔ اس کا تھوڑا سا آپ Google کر لیجیے، نیٹ کا دور ہے اور کمپیوٹر کا دور ہے، آپ کو کئی سو سالوں کی history مل جائے گی اور جب آپ کئی سو سالوں کی تاریخ دیکھیں گے تو پھر آپ کو اس کے جوابات positive نہیں آئیں گے۔ (جاری ہے۔۔۔۔T14)

T14-02Feb2026 Rafaqat Waheed/Ed: Iram Shafeeq 6:30 pm

سینیٹر کامران مرتضیٰ: (جاری) آپ کو اس کے جوابات positive نہیں آئیں گے۔ میری اس بات کو ایک اور بات کے ساتھ ملا کر دیکھیے۔ آپ نے mainstream media تو بند کر دیا، آپ نے الیکٹرانک میڈیا تو بند کر دیا اور جب آپ الیکٹرانک میڈیا بند کر دیتے ہیں تو پھر سوشل میڈیا آجاتا ہے۔ سوشل میڈیا آدھا تیتر ہوتا ہے، آدھا بٹیر ہوتا ہے۔ اس میں آدھی باتیں سچ ہوتی ہیں، آدھی جھوٹ ہوتی ہیں۔ چلیں

اس میں سچ اور جھوٹ کو ملا کر دیکھیں تو کچھ نہ کچھ تو سچ ہو گا ہی نا۔ آپ جب اس سوشل میڈیا کو دیکھتے ہیں اور چونکہ ہمارا تعلق اسی صوبے کے ساتھ ہے جس میں یہ واقعات رونما ہوئے ہیں تو ہم اس کو زیادہ تعلق کے ساتھ دیکھتے ہیں، زیادہ دکھ کے ساتھ دیکھتے ہیں، زیادہ درد کے ساتھ دیکھتے ہیں۔

آپ ایک چیز نوٹ کیجیے کہ کتنے گھنٹے یہ عمل چلا۔ کیا اس دہشتگردی کی کوئی resistance, public کی طرف سے آئی۔ اس وقت پبلک کیا کر رہی تھی؟ آپ سوشل میڈیا کو دیکھیے۔ کیا پبلک میں کسی نے resistance دی؟ چونکہ آپ بلوچستان کے رہنے والے نہیں ہیں مگر جو رہنے والے لوگ ہیں، وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر کسی نے کسی کو بھی resist کرنا ہو تو کوئی بھی اگر میرے گھر کی طرف آجائے، میرے محلے کی طرف آجائے، میری گلی کی طرف آجائے، اگر کوئی بھی شخص ہو اس کے گھر میں اتنا weapon ضرور ہوتا ہے کہ وہ اس کو خود بھی resist کر سکتا ہے مگر پورے بلوچستان میں انہیں کہیں سے بھی resistance نہیں ملی۔ یہ ایک بہت خوفناک بات ہے۔ صرف یہ کہہ دینا کہ وہ سب بہت خراب لوگ ہیں اور ان سب کو قتل کر دینا چاہیے، قتل کر دیجیے۔ ضرور قتل کر دیجیے مگر کیا اس قتل کرنے کے نتیجے میں یہ مسائل حل ہو رہے ہیں۔ آپ کے اس طرح کرنے کے باوجود مسئلہ تو موجود ہے۔ مسئلہ موجود ہے، بیماری موجود ہے، اس کی تشخیص کرنے والے، اس کا علاج کرنے والے یا اس کی medicine دینے سے فرق پڑ رہا ہے یا نہیں؟ ہمیں یہ بھی examine کرنا ہے۔ اگر اس سے فرق پڑ رہا ہے، اس کا گراف نیچے جا رہا ہے، معاملہ درست ہو رہا ہے، پھر تو یقیناً وہ حق ہے، ہم کہیں گے کہ جو لوگ موجود ہیں، ان کی تعریف کی جانی چاہیے۔

معاملہ خراب ہو رہا ہے اور دن بدن خراب ہو رہا ہے، پہلے صرف مچھ میں اس طرح کے واقعات کبھی کبھار ہو جاتے تھے یا کسی اور چھوٹے شہر میں اس طرح کے واقعات ہو جاتے تھے، آج تو آپ کا capital بھی محفوظ نہیں اور capital میں بھی وہ red zone تک پہنچ گئے ہیں۔ آپ نے red zone کی وہ ویڈیو دیکھی ہو گی، یقیناً آپ تک بھی پہنچ گئی ہو گی جس میں red zone کے سامنے صرف ایک شخص نے مقابلہ کیا۔ باقی سب نے ادھر سے کھسکنے میں عافیت سمجھی ہے۔ لوگوں کی وردی میں بھاگتے ہوئے footage مارکیٹ میں share ہو گئی ہیں۔ آپ اس کو جتنا مرضی چھپا لیجیے مگر چھپانے سے یہ معاملہ حل نہیں ہو گا۔ معاملے کے حل کی طرف جانا ہے۔ ہم سب اس دہشتگردی کے خلاف ہیں۔ ہم سب اس کی مذمت کرتے ہیں۔ ہم سب شہدا کے ساتھ ہیں۔ ہم سب شہدا کے خاندانوں کے ساتھ ہیں۔ ہم سب ان کے cause کے ساتھ ہیں مگر ان شہدا کے ساتھ ہونے سے کیا مسئلہ حل ہو رہا ہے۔ اگر مسئلہ حل نہیں ہو رہا تو پھر مسئلے کے حل کی طرف جایئے۔ ابھی تک ڈپٹی کمشنر نوشکی، اسسٹنٹ کمشنر نوشکی جو کہ ایک خاتون ہیں، کبھی کہا گیا کہ ان کو اٹھا کر لے گئے ہیں، کبھی کہا گیا کہ ان کو اٹھا کر نہیں لے گئے، وہ ابھی تک custody میں ہیں، ان کے بارے میں متضاد اطلاعات ہیں۔ اس کے باوجود ابھی تک اس معاملے میں clarity نہیں ہے۔

جناب! ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے، کہا گیا کہ پونے دو سو لوگ مارے گئے، بہت اچھا کیا، اتنے زخمی کیے، باقی کدھر گئے؟ آج تو آپ کے پاس ہیلی کاپٹرز بھی ہیں، آج تو آپ کے پاس ڈرون بھی ہیں، آج تو آپ انسان کے جسم کے درجۂ حرارت کا پیچھا کر کے اسے trace کر سکتے ہیں۔ باقی لوگ کدھر گئے؟ کیا باقی لوگوں کے بارے میں کسی کے پاس معلومات ہیں۔ کیا کسی نے ان کو trace کر لیا ہے؟ آج واقعے کو دو دن گزر گئے ہیں، کسی نہ کسی نے تو جا کر ان کا پیچھا کیا ہوگا، اسے پتا چل گیا ہوگا کہ کون کس طرف گیا ہے۔ اگر پتا چل گیا ہے کہ وہ لوگ کدھر گئے ہیں تو ابھی تک ان کو پکڑ لیا جانا چاہیے تھا۔ باقی لوگ اگر نہیں پکڑے گئے تو یہ ایک بڑا سوال پیدا ہوتا ہے۔

اس کے ساتھ ایک سوال اور بھی پیدا ہوتا ہے، اس بات پر کمبل مت ڈالیے، اس بات پر مٹی مت ڈالیے، فورسز نے جو کارروائی کی ہے، ان کے شہروں میں enter ہونے کے کتنے گھنٹے کے بعد ہوئی ہے؟ یہ اس لیے ضروری ہے، یہ میں تنقید کے لیے نہیں کر رہا، یہ تنقید برائے تنقید نہیں ہے، یہ اس لیے کہہ رہا ہوں کہ اگر اس میں کوئی کمی یا خامی ہے تو وہ آئندہ نکلنی چاہیے۔ ہم کتنے گھنٹوں تک خاموش بیٹھے رہے؟ ہم نے ان سب لوگوں کو آنے دیا اور اس سے پھر کتنا بڑا نقصان واقع ہوا۔

جناب! میں دو چار باتیں کروں گا، زیادہ نہیں کروں گا۔ جتنی دیر میرے mike نے blink کیا، اس سے دسواں حصہ time دے دیجیے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ کے سوالات اور جو آپ بات کر رہے ہیں، کافی مفصل گفتگو ہو گئی ہے اور آپ کے جذبات کے ساتھ ہم سب کے جذبات بھی موجود ہیں۔ منسٹر صاحب بعد میں اس کا جواب دے دیں گے۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: میں کوئی irrelevant بات نہیں کر رہا۔ یہ کہا جاتا ہے کہ ہندوستان اس میں involve ہوگا۔ بالکل ہندوستان involve ہوگا، اور دوسرے ملک بھی involve ہو سکتے ہیں۔ یہ بات ہم کافی عرصے سے مسلسل کہہ رہے ہیں۔ ان کے خلاف ہم نے یقیناً ثبوت جمع کر لیے ہوں گے۔ وہ ثبوت ہمیں کسی بین الاقوامی فورم پر پیش کرنے چاہییں تاکہ ان کو ثابت کیا جا سکے کہ آپ کا دہشتگردوں کے ساتھ یہ nexus ہے۔ کیا ابھی تک ہم نے اس طرح کا کوئی ثبوت پیش کیا ہے؟ ان کے پاس پیسے بھی آتے ہوں گے، ان کے پاس موٹر سائیکلیں بھی ہیں، ان کے پاس ہتھیار بھی ہیں، یقیناً ہم نے یہ چیزیں establish کر کے بین الاقوامی فورم پر دے دی ہوں گی۔ روز ٹرین بند ہوتی ہے، روز roads بند ہوتے ہیں، اب معاملہ ٹرینوں، roads سے red zone تک پہنچ گیا۔ خود کش دھماکے پہلے اس دہشتگردی کے حوالے سے نہیں

ہوا کرتے تھے۔ اب یہ خود کش دھماکے بھی شروع ہوگئے اور خواتین تک یہ معاملہ آگیا ہے۔ جب خواتین تک معاملہ آ جائے تو پھر اس میں سوچ کو کچھ زیادہ وسیع کرنا چاہیے۔

یہاں APS کے واقعے کا ذکر ہوا تھا کہ اس کے بعد سب لوگ اکٹھے بیٹھ گئے تھے، یقیناً آج بھی ہمیں اکٹھے بیٹھنے کی ضرورت ہے۔ بلوچستان میں تو بہت زیادہ ضرورت ہے مگر بلوچستان کے علاوہ باقی پاکستان میں تو آپ بڑی آسانی کے ساتھ بیٹھ سکتے ہیں۔ یقیناً یہ APS سے کم درجے کا واقعہ نہیں ہے۔ اس باقی پاکستان میں بھی آپ سب اکٹھے بیٹھیے۔ اگر کوئی ناراض ہے، اگر آپ اس کو کہتے ہیں کہ وہ ناراض نہیں ہے، وہ ناراض نہیں ہوگا مگر اگر کوئی ناراض ہے تو اس کی ناراضی کو دور کرنے کی کوشش کیجیے۔ معاملے کو سلجھانے کی کوشش کیجیے۔ سوال ملک کا ہے، سوال صوبے کا ہے، سوال امن کا ہے جس کا احسان اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں جتلاتے ہیں۔ بہت شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بہت شکریہ۔ کامران صاحب! آپ کی تمام گزارشات منسٹر صاحب نے نوٹ بھی کر لیں۔ آپ کی تجاویز بہترین ہیں۔ ان شاءاللہ، اس مسئلے کا حل ہم مل بیٹھ کر ہی طے کریں گے۔ چونکہ یہ ملک ہمارا ہے اور اس کو ہم نے ہی بچانا ہے۔ یہ ایوان دہشتگردی کی مخالفت کرتا ہے۔ بہت شکریہ۔ اب چونکہ ہمارے پاس معزز سینیٹرز موجود ہیں لیکن ہمارے پاس وقت مختصر ہے۔ میں بٹ صاحب سے گزارش کروں گا کہ آپ کے پاس تین منٹ ہیں۔ اس کے بعد ہم ایک دو اور ممبرز کو لے لیں، منسٹر صاحب اس کو conclude کر لیں۔

Senator Nasir Mehmood

سینیٹر ناصر محمود: آپ کا بہت شکریہ۔ میں نے بلوچستان کے متعلق بات کرنی ہے اور میں مختصر بات کروں گا۔ بلوچستان میں جو کچھ ہوا، اس پر جتنا بھی افسوس کیا جائے، کم ہے۔ ایک چیز سوچنے والی ہے، میں سمجھتا ہوں کہ دہشتگرد سے تو بات نہیں کرنی چاہیے۔ دہشتگردوں نے بچوں کو مارا، عورتوں کو شہید کیا، innocent لوگوں کو مارا۔ بات یہ ہے کہ دہشتگردوں کے ساتھ کوئی نہیں بیٹھتا۔ میں تو اس چیز کا قائل ہوں کہ یہ جو دہشتگردی ہو رہی ہے، چاہے خیبر پختونخوا میں ہو رہی ہے، چاہے بلوچستان میں ہو رہی ہے، اس پر ہم سب لوگوں کو ایک ہونا چاہیے۔ اس حوالے سے zero tolerance ہونی چاہیے۔ دہشتگرد سے بات کرنا ٹھیک نہیں ہے۔ اگر لوگ دہشتگردی کی سوچ رکھتے ہیں تو آپ ان کو تقویت دے رہے ہیں کہ بھئی ہم آپ سے بات کریں گے۔ (جاری۔۔۔۔T16)

سینیٹر ناصر محمود بٹ: (۔۔۔جاری) اگر دوسرے لوگ دہشت گردی کے متعلق سوچ رہے ہیں تو ایسا کرکے آپ ان کو یہ تقویت دے رہے ہیں کہ بھئی ہم آپ سے بات کریں گے۔ دہشت گردوں سے کوئی بات نہیں ہونی چاہیے۔ہاں وہ جو ہتھیار پھینک کر پہاڑوں سے نیچے آجاتے ہیں اور یہ سمجھ رہے ہوتے ہیں کہ ہم غلط ہیں تو ان سے بات ہو سکتی ہے۔ چیف منسٹر بلوچستان نے بھی یہ بات کی کہ ہم ان سے بات کریں گے جو ہتھیار پھینک کر آجائیں گے لیکن ان سے بات نہیں ہوگی جو innocent لوگوں کو مارتے ہیں۔اب تو وہ بلوچستان میں عورتوں اور بچوں کو بھی مار رہے ہیں۔ یہ جو علیحدگی پسند لوگ ہیں، ہندوستان ان کے پیچھے ہے اور افغانستان میں جو لوگ بیٹھے ہوئے ہیں، وہ بھی ان کے پیچھے ہیں۔ 143 لوگ جن کی لاشیں پڑی ہوئی ہیں اور وزیراعلی بلوچستان نے کہا کہ یہ دہشت گردوں کی لاشیں پڑی ہیں۔میں اپنے بھائی کے اس بات سے اتفاق نہیں کرتا کہ ہمیں دہشت گردوں کے ساتھ بیٹھنا چاہیے۔ بات ان سے ہونی چاہیے لیکن یہ جو ناراض ہیں اور اس طرح کی چیزیں کرتے ہیں، دہشت گردی کرتے ہیں اور پھر ہمیں یہ بھی پتہ چل جائے کہ ان کے پیچھے ہندوستان اور افغانستان ہے اور لوگ آ کر پھر وہاں چلے جاتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ ہم پوری قوم اس بات پر متفق ہیں کہ ہم دہشت گردوں کا مقابلہ کریں۔ ہمارے اپنے جو internal مسائل ہیں، وہ ہم ایک جگہ رکھ دیں اور رکھنی بھی چاہیے۔ ہم جتنی سیاسی جماعتیں ہیں چاہے مسلم لیگ (ن) ہو، پیپلز پارٹی ہو، پی ٹی آئی ہو، ہمارے internal سو اختلافات ہوں گے لیکن میں بالکل یہ کہتا ہوں کہ اس چیز پر ہمیں ایک ہو جانا چاہیے۔ ان دہشت گردوں کے پیچھے ہندوستان ہے اور افغانستان میں یہ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں جو صرف پاکستان کا امن خراب کرنا چاہتے ہیں۔جب بھی کوئی اچھی چیز ہونے لگتی ہے تو یہ دہشت گرد آجاتے ہیں۔اس دفعہ انہوں نے آکر بینکوں کو لوٹا اور دہشت گردی پھیلائی پھر وہ 70 تھے یا 150، ہماری فورسز نے فوراً ان کے خلاف ایکشن لیا اور ان کا مقابلہ کیا اور 150 مر بھی گئے۔ خدارا میں ایک بات کروں گا کہ دنیا میں ہم یہ دیکھتے ہیں جس ملک میں بھی دہشت گردی ہوتی ہے،اس کی قوم اپنے فوج کے ساتھ کھڑے ہو کر unanimously اعلان کرتی ہے کہ ہم دہشت گردوں کے خلاف ہیں۔ یہاں اگر ہم باتیں کریں گے جی ان سے بات کر لیں کہ وہ کیا چاہتے ہیں۔ بھائی وہ کیا بات چاہتے ہیں! وہ عورتوں کو مار رہے ہیں، بینک لوٹ رہے ہیں اور بچوں کو مار رہے ہیں۔ وہ یہی چاہتے ہیں۔اگر پاکستان دہشت گردی کے خلاف ایک اچھی سمت میں جا رہا ہے تو وہ پاکستان کو اس طرح تباہی کی طرف لانا چاہتے ہیں۔ دہشت گردی کے خلاف ہزاروں لوگوں نے قربانیاں دی ہیں اور ہم نے بھی دیں۔ یہ کیا اس لیے دیں کہ پھر ہم دہشت گردوں سے

بات کریں گے۔ دہشت گردوں سے بات بالکل نہیں کرنی چاہیے۔ میں ان لوگوں کو کہتا ہوں کہ ایسا ان کے ساتھ کیا جائے کہ باقی لوگ بھی یہ یاد رکھیں۔ صوبوں کے وفاق کے ساتھ اختلافات ہونا اور چیز ہے لیکن خدارا یہ کوئی نہ کہے کہ ہم ان سے بات کریں گے۔ ان سے بات کرنا اپنے ساتھ ظلم ہے اور یہ نہیں ہونا چاہیے، شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ۔ سینیٹر محمد عبدلقادر صاحب، آج کی آپ کی یہ آخری تقریر ہوگی اور بس دو منٹ لیجیے گا۔ چونکہ بلوچستان کا مسئلہ بڑا حساس ہے تو ہم کل بھی اس پر بات کریں گے۔

سینیٹر محمد عبدلقادر: اگر آپ کہتے ہیں تو میں کل بات کرلوں گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اگر آپ نے لمبی بات کرنی ہے تو کل کرلیں ورنہ میں آپ کو دو منٹ دیتا ہوں۔

سینیٹر محمد عبدالقادر: جی ٹھیک ہے۔ میں کل بات کروں گا کیونکہ دو منٹ میں کوئی تقریر نہیں ہوتی۔ اتنے بڑے واقعہ پر کم از کم پانچ، دس منٹ تو بات کرنی چاہیے۔

Mr. Presiding Officer: Thank you. The proceedings of the House stand adjourned to meet again on Tuesday, 3rd February, 2026, at 11:00 a.m.

[The House was then adjourned to meet again on Tuesday, 3rd February, 2026, at 11:00 a.m.]